اُردو

بال بھارتی

چوتھی جماعت

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض - بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ...

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(ج) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرکے ان کا تحفّظ کرے۔

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی و اصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی و کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔

(ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

محکمۂ تعلیمات سے منظور شدہ تحت نمبر
پر۔ش۔س/ ۱۵-۲۰۱۴ء/ ۶۴۵۶/ منظوری-ڈی-۵۰۵/ ۲۸۸۰/ ۲۴/ اپریل ۲۰۱۴ء

3C1523

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے ذریعے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سمعی و بصری ذرائع دستیاب ہوں گے۔

اُردو

بال بھارتی

چوتھی جماعت

میرا نام :

....

....

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

پہلا ایڈیشن : ۲۰۱۴ء (2014)

نواں ایڈیشن : ۲۰۲۲ء (2022)

مجلسِ ادارت

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- محمد حسن فاروقی (رکن)
- سرفراز آرزو (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- خان نویدالحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت

- احمد اقبال
- مشتاق رضا
- ڈاکٹر قمر شریف
- فاروق سیّد

مدعوئین

- بشیر احمد انصاری
- سلام بن رزّاق
- پروفیسر عائشہ شیخ

Co-ordinator : Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

Production : Shri Sachchitanand Aphale, Chief Production Officer
Shri Sachin Mehta, Production Officer
Shri Nitin Wani, Assistant Production Officer

D.T.P. & Layout : Yusra Graphics,
Shop No. 5, Anamay Building, 305, Somwar Peth, Pune - 411 011

Artist : Shri Rajendra Girdhari
Shri Kasbekar Pritam Kumar

Cover : Shri Suhas Jagtap

Paper : 70 GSM Creamwove

Print Order : N/PB/2022-23/2,500

Printer : M/S. S GRAPHIX (INDIA) PVT. LTD., MUMBAI

Publisher : Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اوراس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،
اوران سب میں
اُخوّت کو ترقّی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبّیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اوراپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن – اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارت – بھاگیہ وِدھاتا۔

پنجاب، سِندھ، گُجرات، مَراٹھا
دراوِڑ، اُتکَل، بنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرنگ،

تَو شُبھ نامے جاگے، تَو شُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَو جَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دَایَک جَیَہ ہے،
بھارت – بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس وِرثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

’’بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون ۲۰۰۹ء‘‘ اور’’ درسیات کا قومی خاکہ ۲۰۰۵ء‘‘ کو مدنظر رکھ کر ریاست مہاراشٹر میں ’’پرائمری تعلیم کا نصاب ۲۰۱۲ء‘‘ تیار کیا گیا۔ ادارہ بال بھارتی نے تعلیمی سال ۱۴-۲۰۱۳ء سے حکومت مہاراشٹر کے منظور کردہ اس نصاب پر مبنی پہلی سے آٹھویں جماعت کی اُردو زباندانی کی درسی کتابوں کا نیا سلسلہ بتدریج شائع کرنا شروع کردیا ہے۔اس سلسلے کی چوتھی جماعت کی درسی کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہورہی ہے۔

چوتھی جماعت ابتدائی تعلیم کا چوتھا مرحلہ ہے۔ بچے غیر رسمی طور پر اپنے گھر اور اطراف کے ماحول میں سُنی ہوئی باتیں سمجھ لیتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کرسکتے ہیں۔ اسکول میں داخلہ لینے کے بعد بچوں کے زبان سیکھنے کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوتا ہے۔ اس جماعت کے بچے زبان سیکھنے کے تین مرحلوں سے گزر کر چوتھی جماعت میں داخل ہوچکے ہیں۔

ابتدائی جماعتوں کے بچے کم سن ہوتے ہیں۔ ان میں دیکھنے، سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور اکتساب میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس درسی کتاب کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور مسرت بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے متنِ کتاب میں ایسی نظمیں شامل ہیں جنھیں بچے آسانی سے اجتماعی اور انفرادی طور پر گنگنا اور گا سکیں۔ طلبہ کو فطری طور پر تصویروں سے دلچسپی ہوتی ہے لہٰذا اس کتاب کو تصویروں سے مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصویریں حتی الامکان ایسی دی گئی ہیں جو متن کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ کتاب کا مواد روزمرہ زندگی سے مربوط ہے اس لیے یقیناً یہ اسباق طلبہ میں مطالعے کا ذوق وشوق پیدا کریں گے۔

ہر سبق کے آخر میں مشقیں بھی دی گئی ہیں جن میں زباندانی کی افہام وتفہیم میں تنوّع کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ان مشقوں میں مواد پر مبنی نیز دیگر تفہیمی سوالات کے ساتھ ساتھ طلبہ کی زباندانی کی مہارتوں کی نشوونما کے نقطۂ نظر سے خود آموزی کی مختلف سرگرمیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ مشقی سوالات حل کرانے میں اساتذہ اور سرپرست بھی دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے۔

زیرِنظر درسی کتاب میں ماحولیات سے متعلق اسباق بھی شامل ہیں۔ درس وتدریس کے دوران اساتذہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ جماعت میں جو کچھ سکھایا جائے، وہ اسکول سے باہر کی دنیا اور روزمرہ زندگی کے معاملات سے لازمی طور پر مربوط ہو۔

کتاب کو حتی الامکان معیاری اور بے عیب بنانے کے لیے اس کا مسودہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں کے منتخب اساتذہ، ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ زبان کی خدمت میں تبصرہ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اُن کے پیش کردہ مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترمیم کرکے اسے قطعی شکل دی گئی ہے۔

اس موقع پر ادارہ اُردو لسانی کمیٹی کے ان تمام اراکین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو اس کتاب کی ترتیب وتدوین سے متعلق سرگرمیوں میں خلوص وتندہی سے مصروف رہے اور کتاب کی تیاری کے ہر پہلو سے دلی طور پر وابستہ رہے۔ اِدارہ خصوصی طور پر مدعوئین صاحبان کا شکرگزار ہے جن کے گراں قدر تعاون کے بغیر اس کتاب کا مسودہ تکمیل نہ پاتا۔ اسی طرح ان تمام ماہرینِ تعلیم، اساتذہ، مصوّر، مجلسِ ادارت اور مجلسِ عاملہ کا بھی تہِ دل سے شکرگزار ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور سرپرست اس کتاب کا خیرمقدم کریں گے۔

(چندرمنی بورکر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔
تاریخ: ۱۴رمئی ۲۰۱۴ء
۱۴ررجب المرجب ۱۴۳۵ھ

آموزشی ماحصل-چوتھی جماعت

درس تجویز کردہ تعلیمی عمل	آموزشی ماحصل
تمام طلبہ کو (مخصوص توجہ کے مستحق بچوں کے ساتھ) انفرادی یا اجتماعی طور پر عمل کرنے کے لیے درج ذیل اُمور کی ترغیب دی جائے: • مختلف مہماتی، اخلاقی اور مافوق الفطرت کردار کی کہانیاں سننے کے مواقع فراہم کرنا۔ • مختلف عنوانات، حالات، واقعات، تجربات، قصے، نظمیں وغیرہ خود کے طریقے کے مطابق اور اپنی زبان میں بولنا / سوالات پوچھنا اور اسی طرح اس میں اضافہ کرنا۔ • گوشۂ مطالعہ / لائبریری میں بچوں کی سطح کے لحاظ سے مختلف سطحوں پر بچوں کی زبان اور دیگر نصابی زبان میں تفریحی مواد مثلاً بچوں کا ادب، بچوں کے رسائل، سمعی وبصری وسائل فراہم کرنا۔ • مختلف قصے، نظمیں، بورڈ وغیرہ پڑھ کر سمجھنا، سمجھانا۔ اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا، بحث کرنا، سوالات پوچھنا۔ • مختلف مقاصد کو ذہن میں رکھ کر تدریس کے مختلف مراحل کو جماعت میں مناسب مقام دینا جیسے کسی واقعے یا کردار سے متعلق اپنی رائے، خیال، منطق پیش کرنا، تجزیہ کرنا وغیرہ۔ • قصے، نظمیں وغیرہ پڑھنے، سننے، دیکھنے، پڑھی ہوئی کہانیوں کو اپنی زبان میں سنانا اور لکھنا۔ (زبانی اور اشاراتی نوعیت کے لحاظ سے) • ضرورت کے لحاظ سے اور حوالے کے مطابق اپنی زبان کو سمجھنے کے لیے نئے الفاظ / جملے وغیرہ کا استعمال کرنا۔ • ضرورت کے لحاظ سے اور حوالے کے مطابق اپنی زبان کو سمجھنے کے لیے نئے الفاظ / جملے وغیرہ کا استعمال کرنا۔ • اپنے طریقے / تخیل کے لحاظ سے خود کی کہانی کو پیش کرنے کی (زبانی، تحریری اور اشاراتی نوعیت سے) انھیں آزادی دینا۔ • اپنے اطراف میں رونما ہونے والے حالات / واقعات (جیسے میرے گھر کی چھت سے سورج کیوں نہیں نظر آتا؟ سامنے درخت پر بیٹھی ہوئی چڑیا کہاں چلی گئی؟) اس طرح کے سوالات پوچھنا۔ ہم مکتب ساتھیوں کے ساتھ بحث کرنا۔ • درسی کتاب کے مواد میں موجود زبان کی باریکی اور نوعیت کو سمجھنا اور اس کا استعمال کرنا۔ • دیگر مضامین، پیشے، فنون وغیرہ (مثلاً ریاضی، سائنس، سماجی علوم، رقص وغیرہ) میں شامل الفاظ کو سمجھنا اور ان کو موقع محل / حوالے کے اعتبار سے استعمال کرنا۔ • درسی کتاب اور اس سے متعلق دیگر مواد میں اپنے قدرتی، سماجی اور دیگر حساس نکات کو سمجھ کر اس پر بحث کرنا۔	**طالب علم** 04.04.01 سنی ہوئی کہانی کو غور سے سنتا ہے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور سوالات پوچھتا ہے۔ 04.04.02 کہے ہوئے، سنے ہوئے، پڑھے ہوئے متن / مواد کا نفس مضمون، واقعات، کردار، عنوان وغیرہ کے بارے میں بات چیت کرتا ہے۔ سوال پوچھتا ہے۔ دلیلوں کے ساتھ اپنی رائے دیتا ہے۔ 04.04.03 کہانی، نظم یا دیگر اصناف سے متعلق بات کرتے وقت اس میں خود کے خیالات کو شامل کرتا ہے۔ پڑھنے سے متعلق دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گوشۂ کتب / لائبریری سے اپنی پسند کی کتاب کا خود انتخاب کرتا ہے۔ 04.04.04 خود کی بات پیش کرتے وقت زباندانی کی مختلف خصوصیات کا بڑی احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ 04.04.05 مختلف قسم کے مواد (مثلاً اخبارات کی سرخیاں، بچوں کا ادب وغیرہ) میں شائع شدہ ماحول اور سماج سے متعلق اور دیگر حسّی معاملات کو سمجھتے ہوئے ان پر بحث کرتا ہے، تجزیہ کرتا ہے اور اپنی رائے پیش کرتا ہے۔ 04.04.06 پڑھے ہوئے مواد اور روزمرہ کے تجربات میں ربط قائم کر کے اس سے پیدا ہونے والی شکایت، احساسات اور خیالات کو زبانی / تحریری صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ 04.04.07 درسی کتاب کے علاوہ دیگر مواد (ادبِ اطفال، اخبارات کی سرخیاں، ہدایتی بورڈ / اشتہارات وغیرہ) کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ 04.04.08 مختلف قسم کے متن / مواد میں شامل نئے الفاظ کے معنی متن کے حوالے سے سمجھ کر اس کا استعمال (زبانی / تحریری صورت میں) کرتا ہے۔ 04.04.09 پڑھے ہوئے مواد میں اصل موضوع، حادثہ، تصویر، خط، عنوان سے متعلق بحث کرتا ہے۔ سوالات پوچھتا ہے۔ اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اپنی بات کو ثابت کرتا ہے۔ 04.04.10 جماعت کے لحاظ سے دیگر مضامین، پیشوں، فنون وغیرہ (جیسے ماحول کا مطالعہ، موسیقی) میں مستعمل الفاظ کی تعریف کرتا ہے۔ 04.04.11 زباندانی کی باریکیوں جیسے الفاظ کی بناوٹ، ضمیر، صفت، جنس، واحد جمع وغیرہ سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے مناسب طریقے سے لکھتا ہے۔ 04.04.12 کسی عنوان پر لکھتے وقت الفاظ کی بناوٹ اور تحریری اصولوں کو مدنظر رکھتا ہے اور مناسب الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ 04.04.13 مختلف مقاصد اور مواقع (مثلاً نوٹس بورڈ پر لکھی جانے والی ہدایت، مقابلے کا اعلان، اقوالِ زریں وغیرہ) کے لحاظ سے پڑھتا اور لکھتا ہے۔ 04.04.14 خود کی خواہش سے یا معلم / معلّمہ کی طے کردہ سرگرمیوں میں تحریر کے عمل کو بہتر طور پر سمجھ کر اپنی تحریر کی جانچ کرتا ہے اور اس میں تبدیلیاں لاتا ہے۔ 04.04.15 مختلف ادبی اصناف میں آئے ہوئے نئے الفاظ کے معنی سمجھ کر انھیں اپنی تحریر میں استعمال کرتا ہے۔ 04.04.16 اپنی تحریر میں علاماتِ اوقاف جیسے وقفہ، ختمہ، سوالیہ نشان کا مناسب استعمال کرتا ہے۔ 04.04.17 اپنے تصوّر سے کہانی، نظم، وضاحت وغیرہ لکھتے وقت تخلیقیت کے ساتھ زبان استعمال کرتا ہے۔

فہرست

*	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
*	برسات	(نظم)	تلوک چند محرومؔ	۱
*	علم کا شوق		ادارہ	۲
*	فطرت کا سبق	(نظم)	حسنؔ عابدی	۳
*	کتنے پیالے پانی		ادارہ	۴
۱۔	حمد	(نظم)	قاضی محمد شکیلؔ	۵
۲۔	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا		ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط	۷
۳۔	ماں باپ	(نظم)	ماخوذ	۱۱
۴۔	پوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی		ڈاکٹر ذاکر حُسین	۱۳
۵۔	پھول اور بچّے	(نظم)	منظور ہاشمی	۱۷
۶۔	بہت خوب!		مائل خیرآبادی	۱۹
۷۔	پانی کی حقیقت	(نظم)	مولوی اسماعیلؔ میرٹھی	۲۳
۸۔	شفیع الدّین نیّرؔ		سلیم شہزاد	۲۶
۹۔	پھولوں کا تحفہ		معروف احمد چشتی	۲۹
۱۰۔	ایک چھوٹی بچّی	(نظم)	الطاف حسین حالیؔ	۳۴
۱۱۔	پرندوں کی دنیا		ماخوذ	۳۶
۱۲۔	ماتھیران کی سیر		ماخوذ	۴۰

نمبر شمار				صفحہ نمبر
*	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
*	قلم اور کتاب	(نظم)	ضمیر درویش	۴۴
*	بانٹ کر کھانے کا مزہ		ادارہ	۴۵
*	مانجھی	(گیت)	ماخوذ	۴۶
*	پہلے کام پھر آرام		ادارہ	۴۷
۱۳۔	ایک گھوڑا اور اس کا سایہ	(نظم)	ماخوذ	۴۸
۱۴۔	حکیم اجمل خان		ادارہ	۵۰
۱۵۔	ذرا آسماں کا سماں دیکھیے	(نظم)	ماخوذ	۵۳
۱۶۔	دیگچی میں سر	(ڈراما)	حامداللہ افسؔر	۵۵
۱۷۔	ہمارے پڑوسی	(نظم)	ظفؔر گورکھپوری	۶۰
۱۸۔	تیز گام		سلام بن رزّاق	۶۲
۱۹۔	دل سے پیارا وطن	(نظم)	برج نرائن چکبسؔت	۶۶
۲۰۔	صبر کا پھل		شبنم قادری	۶۸
۲۱۔	خط		اِدارہ	۷۲
۲۲۔	ہمدردی	(نظم)	علّامہ اقبالؔ	۷۵
۲۳۔	سچّائی کا انعام		ماخوذ	۷۷
۲۴۔	بے چارہ جِن		مشتاق رضا	۸۱
۲۵۔	سچن تینڈولکر		ادارہ	۸۶

برسات

ہدایت: اُستاد پہلے نظم کو ترنّم یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سنیں۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسری مرتبہ استاد اور طلبہ ساتھ ساتھ مل کر حرکات وسکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

آ گئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
چھا گئی کالی گھٹا برسات کی

دَل کے دَل بادل اُمنڈ کر آ گئے
اور سارے آسماں پر چھا گئے

اے لو ، وہ گرجے ، وہ آئیں بوندیاں
دید کے قابل ہے یہ سارا سماں

لو ، وہ چھینٹے زور سے آنے لگے
پانی ، پرنالے بھی برسانے لگے

وہ گرج بادل کی ، وہ بارش کا زور
شہر کی گلیوں میں وہ بچّوں کا شور

بے تحاشا دوڑتے پھِرتے ہیں یہ
اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں جب گِرتے ہیں یہ

ناؤ کاغذ کی بناتا ہے کوئی
گیت ساوَن کے سُناتا ہے کوئی

(تلوک چند محرومؔ)

علم کا شوق

ہدایت: بہتر ہوگا کہ استاد اس کہانی کو یاد کرلے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاؤ، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھے۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج سے کوئی ڈھائی ہزار برس پہلے یونان میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے، اس کا نام افلاطون تھا۔ اس کے سیکڑوں شاگرد تھے۔ ایک دن شہر کے سب سے بڑے رئیس نے افلاطون سے درخواست کی کہ وہ اس کے بیٹے کو پڑھا دیا کرے۔ افلاطون راضی ہوگیا۔ رئیس کی ہدایت کے مطابق پڑھائی کے دوران کمرہ بند رکھا جاتا تھا۔ اس وقت کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ رئیس کے بیٹے کا ایک غلام تھا جو اسی کا ہم عمر تھا۔ اسے پڑھنے کا شوق تھا مگر وہ پڑھ نہیں سکتا تھا کیوں کہ اس زمانے میں غلاموں کو پڑھنے کی اِجازت نہیں تھی۔ جب رئیس کا بیٹا کمرے کے اندر پڑھ رہا ہوتا تو غلام لڑکا باہر دروازے کے پاس بیٹھا رہتا۔

اسے افلاطون کی باتیں بڑی اچھی لگتی تھیں۔ وہ بند دروازے سے کان لگا کر افلاطون کی باتیں نہایت شوق اور لگن سے سنا کرتا تھا۔ رئیس زادے کو پڑھتے ہوئے جب ایک سال پورا ہوگیا تو امتحان لینے کے لیے اس زمانے کے قاعدے کے مطابق عالموں کی ایک مجلس بلائی گئی۔ افلاطون کے کئی شاگرد بھی وہاں موجود تھے۔ رئیس زادے کو ایک اونچے منبر پر بٹھایا گیا۔ پھر اسے ایک عنوان پر تقریر کرنے کے لیے کہا گیا۔

ایک تو رئیس زادے نے امتحان کی تیاری ٹھیک سے نہیں کی تھی، دوسرے اس پر مجلس کا رعب کچھ ایسا طاری ہوا کہ وہ ایک لفظ بھی بول نہ سکا۔ وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کرکے منبر سے نیچے اُتر آیا۔ افلاطون کو بڑی پشیمانی ہوئی۔ اس نے اپنے دوسرے شاگردوں کو آواز دی، ''تم میں سے کوئی اس عنوان پر بولنے کے لیے تیار ہے؟'' مگر کوئی تیار نہیں ہوا۔ اسی وقت دروازے سے لگ کر بیٹھے ہوئے غلام لڑکے نے نہایت ادب سے کہا، ''حضور! اگر اجازت ہو تو میں اس موضوع پر کچھ بولنے کی کوشش کروں۔''

ایک معمولی غلام کی یہ بات سن کر سب کو بڑی حیرت ہوئی۔ افلاطون نے اسے بولنے کی اجازت دے دی۔ لڑکے نے اس عنوان پر ایسی عمدہ تقریر کی کہ لوگ عش عش کر اُٹھے۔

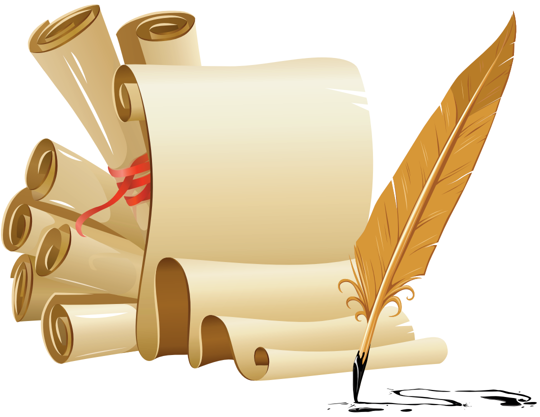

اس واقعے سے خوش ہو کر رئیس نے اس لڑکے کو آزاد کردیا۔ افلاطون نے اسے اپنا شاگرد بنالیا۔ یہ معمولی غلام لڑکا بڑا ہو کر ایک مشہور عالم بنا۔

(ادارہ)

فِطرت کا سبق

یہ سُورج چاند ستارے　　یہ چکراتے سیّارے
یہ میلوں میل سمندر　　اک دنیا اس کے اندر
یہ آتے جاتے بادل　　ہر سُو کھیتوں میں جل تھل
یہ چاندی جیسا پانی　　سبزے کی رنگت دھانی
یہ تازہ خُنک ہوائیں　　خوشیوں کا سندیسا لائیں
یہ ڈھلتی دھوپ کی لالی　　یہ شام شگوفوں والی

بچّو! تم بھی تو آؤ　　فطرت کو دوست بناؤ
دریا سے روانی سیکھو　　اس سے جَولانی سیکھو
سبزے سے لہکنا سیکھو　　پھُولوں سے مہکنا سیکھو
جگنو سے دمکنا سیکھو　　تاروں سے چمکنا سیکھو
چڑیوں سے گانا سیکھو　　بُلبل سے ترانہ سیکھو
اُلفت کا قرینہ سیکھو　　دُنیا میں جینا سیکھو

(حسنؔ عابدی)

کتنے پیالے پانی

اکبر بادشاہ کے دربار میں کئی وزیر تھے۔ اُن میں ایک بیربل بھی تھے جو بہت عقل مند تھے۔ ان کی عقل مندی کے کئی قصّے مشہور ہیں۔ بادشاہ اُنھیں آزمانے کے لیے اکثر عجیب عجیب سوال کرتے۔ بیربل بڑے حاضر جواب تھے۔ وہ ہر سوال کا ایسا جواب دیتے کہ سب واہ واہ کرنے لگتے۔

ایک دن بادشاہ اپنے باغ میں حوض کے کنارے بیٹھے تھے۔ حوض میں رنگ برنگی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ بادشاہ کو بڑا مزہ آرہا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ اُن کے بہت سے وزیر بھی مچھلیوں کے تیرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

اچانک بادشاہ کو مذاق سوُجھا۔ اُنھوں نے وزیروں سے کہا، ''اگر کوئی یہ بتادے کہ اس حوض میں کتنے پیالے پانی ہے تو اُسے ہم ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دیں گے۔''

وزیر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیا جواب دیں؟ اتنے بڑے حوض کے پانی کو کس پیالے سے ناپا جائے؟ ایسا پیالہ کہاں ملے گا؟

بادشاہ نے وزیروں پر نظر ڈالی۔ سب نظریں جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ایک طرف بیربل بھی کھڑے نظر آئے۔ بادشاہ مسکرائے۔ اُنھوں نے بیربل کو چھیڑتے ہوئے کہا، ''کیوں بیربل! تم تو بہت عقل مند ہو۔ اتنے معمولی سوال کا جواب نہیں دے سکتے؟''

بیربل نے کہا، ''حضوٗر! یہ سوال آپ نے سب سے پوٗچھا ہے۔ پہلے اور لوگ اس کا جواب دیں۔ بندہ سب سے آخر میں جواب دے گا۔''

ایک وزیر نے کہا، ''بیربل! ہم سب کی طرف سے آپ ہی اس سوال کا جواب دیجیے۔''

بیربل نے سب کی اجازت پاکر بادشاہ سے کہا، ''حضور! پہلے یہ بتائیے، پانی ناپنے کا پیالہ کتنا بڑا ہوگا؟''

بادشاہ نے کہا، ''آپ جتنا بڑا پیالہ لینا چاہیں، لے لیجیے۔''

بیربل نے جواب دیا، ''پھر جواب سنیے حضوٗر! اگر پیالہ آدھے حوض کے برابر ہوگا تو حوض میں دو پیالے پانی ہے۔ اگر چوتھائی ہوگا تو چار پیالے، اگر پیالہ حوض کا ہزارواں حصّہ ہوگا تو ہزار پیالے پانی ہوگا۔ آپ چاہیں تو پیالہ منگوا کر پانی ناپ سکتے ہیں۔''

بیربل کا جواب سن کر بادشاہ لاجواب ہو گئے اور ان کو ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔

(ادارہ)

۱

حمد

یہ چمن میں صبا کی رَوانی
سبز پودوں کی یہ نوجوانی
سُرخ پھولوں کی یہ شادمانی
بُلبلوں کی یہ شیریں بیانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

خوبصورت یہ سُورج کا چہرا
اس پہ رنگین کِرنوں کا سہرا
تاج اِک اس کے سر پر سُنہرا
اس کی عالَم پہ ہے حکمرانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

کالی کالی گھٹاؤں کی یُورِش
آسماں سے زمینوں پہ بارش
باغ پر تازگی کی تراوِش
اس میں انسان کی باغبانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

پھول ، پودے ، چمن ، کھیت ، میداں
جھیل ، چشمے ، پہاڑ اور حیواں
ہر طرف سارے فِطرت کے ساماں
آگ ، مٹّی ، ہَوا اور پانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

(قاضی محمد شکیلؔ)

صبا	-	صبح کی ہوا
شادمانی	-	خوشی
شیریں بیانی	-	میٹھی باتیں کرنا
چہرا	-	صحیح املا چہرہ (چونکہ یہ لفظ نظم میں سہرا، سنہرا کے ساتھ آیا ہے اس لیے چہرا لکھا گیا ہے)
حکمرانی	-	حکومت
یورش	-	حملہ
تراوِش	-	چھڑکاؤ
انسان کی باغبانی	-	بارش ہوتی ہے تو انسان زمین پر طرح طرح کی چیزیں اُگاتا ہے۔
چشمہ	-	زمین سے پانی کا بہہ نکلنا
حیواں	-	جانور

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے:**

۱۔ سبز پودوں کی نوجوانی سے کیا مراد ہے؟

۲۔ سورج کے چہرے پر کیا ہے؟

۳۔ باغ پر تازگی کی تراوش کون کرتا ہے؟

۴۔ شاعر نے کن چیزوں کو فطرت کے سامان کہا ہے؟

❁ **جوڑیاں لگائیے:**

'الف'	'ب'
صبا کی	یورش
پھولوں کی	تراوِش
بلبلوں کی	شادمانی
گھٹاؤں کی	شیریں بیانی
تازگی کی	روانی

غور کر کے بتائیے: آگ، مٹی، ہوا اور پانی سے ہمیں کیا فائدے ہیں؟

۲

حضرت صَفیہ رضی اللہ عنہا

3CIH50

حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیوی تھیں۔ ان کا اصلی نام زَینبؓ تھا۔ وہ عرب کے ایک مشہوٗر قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا قبیلہ بھی عرب میں بڑا امتیاز سمجھا جاتا تھا۔ عرب کا مشہوٗر شہر خیبر اُن کا وطن تھا۔ اس شہر کے قلعے کے قریب مسلمانوں اور خیبر والوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور دشمنوں کے کئی لوگ گرفتار ہوئے۔ حضرت صفیہؓ بھی اُن جنگی قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھیں حضوٗرؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؐ نے انھیں آزاد کر دیا۔ حضرت محمدؐ کے اس سلوک سے وہ بہت متاثّر ہوئیں۔ حضرت محمدؐ نے انھیں یہ اختیار بھی دیا کہ چاہیں تو وہ اپنے قبیلے میں واپس چلی جائیں یا آپؐ کے نکاح میں آجائیں۔ حضرت صفیہؓ نے حضورؐ کی بیوی بننا پسند کیا اور رسولِ اکرمؐ نے ان سے نکاح کر لیا۔

رحم دلی اور سخاوت حضرت صفیہؓ کی اہم خوبیاں تھیں۔ جب وہ حضورؐ کے ساتھ مدینہ تشریف لائیں تو پیارے رسولؐ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ ان سے ملنے آئیں۔ ان کے ساتھ شہر کی بہت سی عورتیں تھیں۔ حضرت صفیہؓ نے اس وقت اپنے سونے کے جُھمکے اُتار کر حضرت فاطمہؓ کو دے دیے۔ انھوں نے ساتھ آئی ہوئی عورتوں کو بھی کوئی نہ کوئی زیور تحفے میں دیا۔

حضرت صفیہؓ بہت باہمّت اور نہایت عقل مند خاتوٗن تھیں۔ وہ صبر اور برداشت جیسی خوبیوں کی مالک تھیں۔ دوسروں کے قصوٗر معاف کرنے میں وہ ذاتی نقصان کی کبھی پروا نہیں کرتی تھیں۔ ایک بار ان کی خادمہ نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی تھی۔ حضرت صفیہؓ نے جب سچّائی بیان کی تو حضرت عمرؓ ان کی باتوں سے مُطمئن ہو گئے۔ اس واقعے سے حضرت صفیہؓ کو اپنی خادمہ پر غصّہ آنا چاہیے تھا لیکن انھوں نے اسے نہ صرف معاف کیا بلکہ آزاد بھی کر دیا۔

حضرت صفیہؓ کو حضرت محمدؐ سے بڑی محبت تھی۔ ایک بار کسی بات پر آپؐ حضرت صفیہؓ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت عائشہؓ کو ثالث بنا کر آپؐ سے صُلح کروالی اور پھر آخر دم تک آپؐ کو ناراض نہ ہونے دیا۔ آنحضرتؐ کی بیماری کی حالت میں حضرت صفیہؓ نے نہایت دُکھ بھرے انداز میں کہا، ''یارسول اللہ! کاش آپؐ کی بیماری مجھے ہو جاتی۔'' حضوٗرؐ نے یہ سُن کر اپنے گھر کے افراد سے فرمایا، ''واللہ! وہ سچّی ہیں۔ ان کی باتوں میں دِکھاوا اور بناوٹ نہیں ہے۔''

مصیبت میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے وقت حضرت صفیہؓ اپنی جان اور مال کی پروا نہیں کرتی تھیں۔

ایک بار حضرت عثمانؓ کے گھر کو دشمنوں نے گھیر کر ان کا کھانا پانی بند کر دیا تھا۔ حضرت صفیہؓ اپنے خچّر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کی مدد کو پہنچیں لیکن دشمنوں نے انھیں مکان میں داخل ہونے نہ دیا۔ مجبوراً وہ گھر لوٹ آئیں اور حضرت حسنؓ کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچانے کا انتظام کیا۔

حضرت صفیہؓ کھانا بہت اچھّا پکاتی تھیں۔ وہ اکثر اپنے ہاتھ سے پکایا ہوا کھانا رسولِ اکرمؐ کے رشتے داروں کے یہاں بھیجا کرتیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، ”میں نے ان سے اچھا کھانا پکانے والی دوسری عورت نہیں دیکھی۔“ حضرت صفیہؓ اپنے غیر مسلم رشتے داروں کے ساتھ بھی بہت اچھے سلوک سے پیش آتی تھیں۔

حضرت صفیہؓ نے انتقال سے پہلے اپنا مکان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا اور اپنے پاس کے ایک لاکھ درہم اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کی تھی۔ مسلمانوں نے حضرت عائشہؓ کے کہنے پر ان کی اس وصیت پر عمل کیا۔ حضرت صفیہؓ نے سن ۵۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ انھیں بقیع نامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

(ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط)

ممتاز	-	اعلیٰ مرتبے والا
قبیلہ	-	گروہ
متاثر ہونا	-	اثر قبول کرنا
خاتون	-	عورت
ثالث	-	صلح کرانے والا
واللہ	-	اللہ کی قسم
ذاتی نقصان	-	اپنا نقصان
وقف کر دینا	-	لوگوں کی بھلائی کے لیے کوئی چیز ہمیشہ کے لیے دے دینا
درہم	-	عرب کا ایک سکّہ
وصیت	-	انتقال سے قبل دی جانے والی ہدایت
وفات پانا	-	انتقال ہونا، مرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ کا اصلی نام کیا تھا؟

۲۔ پیارے رسولؐ کی چہیتی بیٹی کا نام کیا تھا؟

۳۔ دشمنوں نے کس کے گھر کو گھیر لیا تھا؟

۴۔ حضرت صفیہؓ نے کس کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچایا؟

۵۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے تعلق سے کیا کہا؟

۶۔ حضرت صفیہؓ نے کب وفات پائی؟

۷۔ حضرت صفیہؓ کو کہاں دفن کیا گیا؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی ملاقات کا واقعہ بیان کیجیے۔

۲۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے مکان اور ایک لاکھ درہم کا کیا کِیا؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ کی .... تھیں۔

۲۔ شہر ....ان کا وطن تھا۔

۳۔ رسولِ اکرمؐ نے ان سے ....کرلیا۔

۴۔ حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت ....کو ثالث بنا کر آپؐ سے صلح کروالی۔

سبق سے ایسے پانچ جملے تلاش کرکے لکھیے جن سے حضرت صفیہؓ کی پانچ خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔

سرگرمی :

استاد سے معلوم کرکے حضورؐ کی بیٹیوں کے نام لکھیے۔

ء – عیسوی سنہ : وہ سنہ جو حضرت عیسٰیؑ کی یاد میں شروع ہوا۔ لفظ عیسوی کے لیے مختصر علامت 'ء' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۱۹۷۵ء

ھ – ہجری سنہ : وہ سنہ جو حضرت محمدؐ کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے شروع ہوا۔ لفظ ہجری کے لیے مختصر علامت 'ھ' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۵۰ھ

اجزائے کلام :

ہم جو بات کرتے یا لکھتے ہیں، اسے کلام کہا جاتا ہے۔ کلام میں ہم بہت سی چیزوں، کاموں اور خاصیتوں وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کلام سے کوئی مکمل بات سمجھ میں آتی ہو، اسے 'جملہ' کہا جاتا ہے۔ جملے میں آنے والی چیز، کام اور ان کی خاصیت بتانے والے لفظوں کو 'اجزائے کلام' کہتے ہیں۔ ان کی چند قسمیں ہیں مثلاً اسم، ضمیر، صفت، فعل اور متعلق فعل، وغیرہ۔

اسم : کسی شخص، چیز، یا جگہ وغیرہ کے نام کو 'اسم' کہتے ہیں

مثلاً آدمی، عورت، خاتون، خادمہ، پیغمبر، وغیرہ 'شخص' ہیں۔

جھمکے، زیور، کھانا، پانی، درہم، وغیرہ 'چیز' ہیں۔

عرب، خیبر، وطن، دکان، گھر، وغیرہ 'جگہ' ہیں۔

❖ نیچے دیے گئے خانوں میں تین تین اسم لکھیے :

شخص	چیز	جگہ

۳

ماں باپ

3CSS71

ماں باپ اس جہاں میں سب سے بڑی ہیں دولت
سچ پوچھیے تو دونوں ، اللہ کی ہیں رحمت
ماں باپ کی محبّت ملتی ہے کب جہاں میں

ہم کو انھوں نے پالا تو ہم بڑے ہوئے ہیں
ہم کو دیا سہارا تو ہم کھڑے ہوئے ہیں
اللہ ! ایسی شفقت ملتی ہے کب جہاں میں

چلنا ہمیں سِکھایا ، کھانا ہمیں سِکھایا
جو ہم نہ جانتے تھے ، اچھا بُرا بتایا
ایسی ہمیں ہدایت ملتی ہے کب جہاں میں

جو کچھ بھی ہم نے پایا ، وہ سب انھیں سے پایا
اچھا ہمیں کِھلایا ، اچھا ہمیں پنھایا
دی جو اُنھوں نے راحت ملتی ہے کب جہاں میں

علم و ہنر ، سلیقہ ، سب کچھ ہمیں سِکھایا
مرضی پہ رب کی چلنا ، کس پیار سے بتایا
کرتے ہیں یہ جو اُلفت ملتی ہے کب جہاں میں
(ماخوذ)

شفقت	-	مہربانی، محبّت
ہدایت دینا	-	صحیح راستہ بتانا، سکھانا
راحت	-	خوشی، آرام
اُلفت	-	محبّت

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ سب سے بڑی دولت کسے کہا گیا ہے؟
۲۔ ماں باپ سے ہمیں کون سی راحت ملتی ہے؟
۳۔ ہمیں کس نے پالا ہے؟
۴۔ ماں باپ نے ہمیں کس کی مرضی پر چلنا سکھایا؟

❁ ماں باپ ہمیں کیا کیا سکھاتے ہیں؟ دو تین جملوں میں جواب لکھیے۔

❁ اشعار مکمل کیجیے :

۱۔ ہم کو اُنھوں نے .... تو ہم بڑے ہوئے ہیں
۲۔ اللہ ! ایسی .... ملتی ہے کب جہاں میں
۳۔ کرتے ہیں یہ جو .... ملتی ہے کب جہاں میں

سرگرمی :

اپنے والدین کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۴

پُوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی

کسی گاؤں میں ایک کسان اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ کسان کا نام تھا منسا اور اُس کی بیوی کا گڑیا۔ منسا کے پاس روپیہ پیسہ اچھا خاصا تھا مگر گھر میں کام کرنے والے آدمی کم تھے۔ اسے ہمیشہ دوسروں سے مزدوری پر کام لینا پڑتا تھا۔

بیساکھ کا مہینہ تھا۔ منسا کے کھیتوں میں گیہوں کی فصل خوب ہوئی تھی اور کھیت بھی کٹ چکے تھے۔ اب بالیوں سے دانے نکالنے باقی تھے۔ سب کسان اپنے اپنے کام میں لگے تھے۔ منسا نے بہتیرا چاہا کہ کوئی مزدوٗر ملے مگر نہ ملا۔ اُدھر آسمان پر دو ایک دن سے بادل آنے لگے تھے اور ڈر تھا کہ کہیں پانی پڑ گیا تو سب دانے خراب ہو جائیں گے۔

ایک دن منسا مشکل سے پانچ آدمیوں کو پُھسلا کر لایا۔ گھر میں آکر بیوی سے کہا کہ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں۔ دوپہر کو انھیں پُوریاں کھلانا۔

کوئی گیارہ بجے بیوی نے چوٗلھے پر کڑھائی چڑھائی۔ کڑھائی میں تیل ڈالا۔ بیلن سے بیل بیل کر کڑھائی میں پُوریاں ڈالنی شروع کیں۔ کچھ پُوریاں پک گئیں تو باورچی خانے میں کسان کا بیٹا بدّھو جانے کہاں سے آگیا۔ ناک سے برابر سُڑ سُڑ سُڑ سُڑ کرتا جاتا تھا۔ ماں نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ناک پونچھی۔ کڑھائی میں جو پُوری پڑی تھی، وہ اتنی دیر میں جلنے لگی۔ اُسے برا لگا کہ بدّھو کی ماں نے اس کا ذرا خیال نہ کیا۔ پُوری جھٹ کڑھائی میں سے کوٗد کر بھاگ

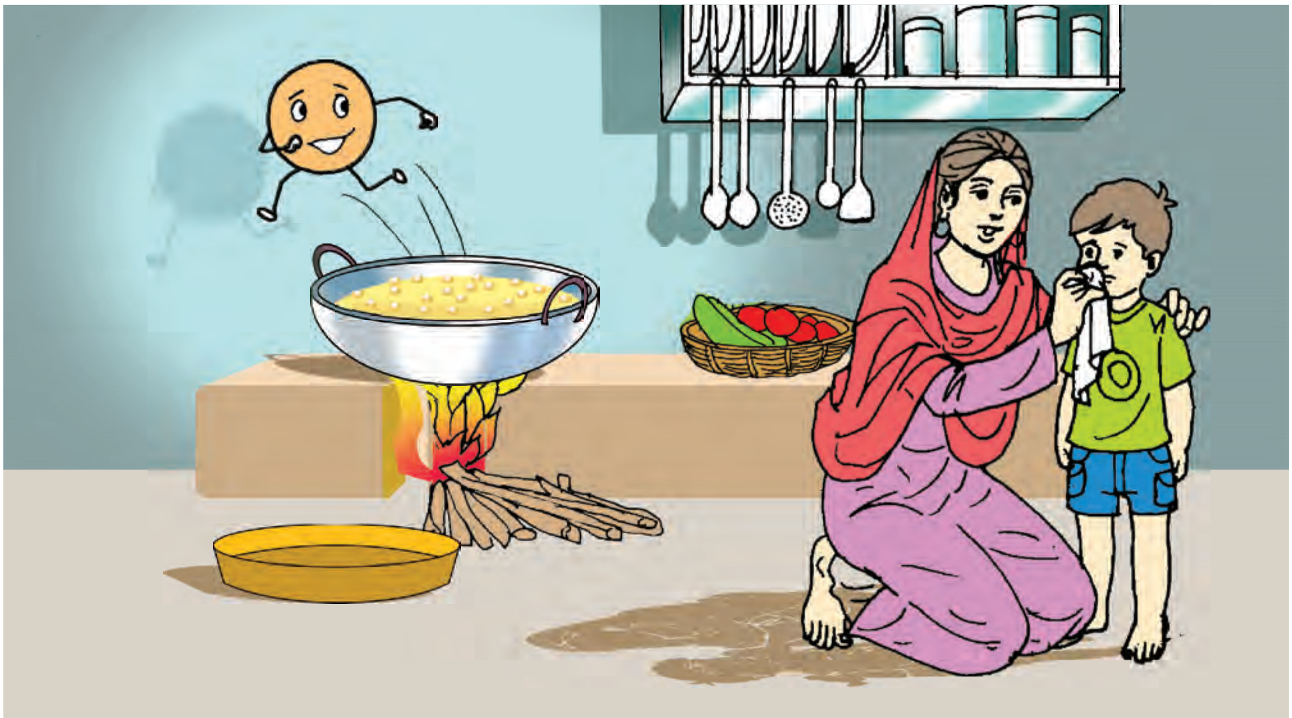

کھڑی ہوئی کہ تم بدّھو کی ناک پونچھو، میں تو جاتی ہوں۔

بدّھو کی ماں نے بہت چاہا کہ اُسے پکڑے مگر وہ کہاں ہاتھ آتی۔ گھر سے نکل کر کھیت کی طرف بھاگی۔ راستے میں ملسا اور اُس کے دوستوں کے پاس سے گزری۔ اُنھوں نے جب دیکھا کہ اچھی پکی پکائی پوٗری یوں پاس سے بھاگی جارہی ہے تو کام چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آئی۔ کھیت سے نکل کر پوٗری کو ایک خرگوش ملا۔ خرگوش نے بڑی تیزی سے اُس کا پیچھا کیا۔ بی پوٗری ایک بھٹ میں گُھس گئی۔ اندر ایک لومڑی بیٹھی تھی۔ پوٗری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھاگی، ''بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔''

لومڑی نے کہا، ''ٹھہر تو... تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔'' وہ پیچھے لپکی مگر پوٗری تھی بڑی چالاک۔ اُس نے جھٹ ایک کسان کے مکان کا رُخ کیا۔ کسان کے مکان کے قریب ایک بھوٗکی کتیا اور اُس کے پانچ بچّے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ اُنھوں نے بھی ارادہ کیا کہ اس پوٗری کو چٹ کرلیں۔ پوٗری نے کہا، ''اجی بی لَپ لَپ، میں تمھارے بس کی بھی نہیں۔''

کُتیا بڑی ہوشیار تھی۔ آگے منہ بڑھا کر کہنے لگی، ''بی پوٗری! کیا کہتی ہو۔ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔'' پوٗری قریب آئی اور کہنے لگی ''اجی بی لَپ لَپ...'' اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ کُتیا نے منہ مارا ''ہپ'' اور آدھی پوٗری اُس کے منہ میں آگئی۔ آدھی پوٗری جو بچی تھی وہ تیزی سے بھاگی اور آگے جا کر نہ معلوم کس طرح زمین کے اندر گُھس گئی۔ کُتیا اور اُس کے بچّوں نے ساری عمر اُس آدھی پوٗری کو ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی۔

ابھی تک سارے کتّے اسی آدھی پوٗری کی تلاش میں ہر وقت زمین سونگھتے پھرتے ہیں کہ کہیں سے اُس کا پتا چلے تو نکالیں۔ اُس نے ہماری دادی امّاں کو دھوکا دیا تھا مگر اُس آدھی پوٗری کا کہیں پتا نہیں چلتا۔

(ڈاکٹر ذاکر حسین)

بہتیرا	-	بہت
اچھا خاصا	-	بہت
مکان کا رُخ کیا	-	مکان کی طرف گئی
شیخی	-	گھمنڈ، غرور
بس کی نہیں	-	قابو میں نہ آنے والی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ کسان کا نام کیا تھا؟

۲۔ کسان کی بیوی کیا پکا رہی تھی؟

۳۔ باورچی خانے میں کون آیا؟

۴۔ پوری گھر سے نکل کر کس طرف بھاگی؟

۵۔ بھٹ کے اندر کون بیٹھا تھا؟

۶۔ پوری کی تلاش میں کتے کیا کرتے پھرتے ہیں؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ پوری کڑھائی سے کیوں نکل بھاگی؟

۲۔ پوری نے جب کسان کے مکان کا رُخ کیا تو وہاں کیا ہوا؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ کسی گاؤں میں ایک .... اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔

۲۔ منسا کے کھیتوں میں .... کی فصل خوب ہوئی تھی۔

۳۔ کھیت سے نکل کر .... کو ایک خرگوش ملا۔

۴۔ انھوں نے بھی .... کیا کہ اس پوری کو چٹ کر لیں۔

بتائیے ذیل کے جملے کس نے کہے :

۱۔ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں، دوپہر کو انھیں پوریاں کھلانا۔

۲۔ ”بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔“

۳۔ ”تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔“

۴۔ ’’بی پوُری! کیا کہتی ہو؟ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔‘‘

سرگرمی :

پانچ جنگلی جانوروں کے نام لکھیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

اسم عام/اسم خاص :

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان نہیں ہوتی تو اسے اسمِ عام کہتے ہیں مثلاً

شاعر، ادیب

کتاب، پیسے، کپڑا، اخبار

باغ، قصبہ، گھر، اسکول، مسجد، جلسہ گاہ

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان ہوتی ہے تو اسے اسمِ خاص کہتے ہیں مثلاً

شفیع الدّین نیّر، علّامہ اقبال

کوہِ نور، قرآن

تاج محل، دہلی، علی گڑھ

سبق میں ذیل کے جملے آئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے :

پوُری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھاگی ’’بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔‘‘

لومڑی نے کہا، ’’ٹھہر تو... تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔‘‘

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ’اُلٹے پاؤں لوٹی / بس کی نہیں / مزہ چکھاتی ہوں‘ ہماری زبان کے محاورے ہیں۔ یہ دراصل ’اُلٹے پاؤں لوٹنا / بس کا نہ ہونا / مزہ چکھانا‘ سے بنے ہیں۔ سبق میں ’بس کی نہیں‘ کے معنی ’قابو میں نہ آنے والی‘ دیے گئے ہیں۔ زبان میں ان کے علاوہ بھی بہت سے محاورے پائے جاتے ہیں۔

❖ اپنے استاد سے دوسرے محاورے اور ان کے معنی معلوم کرکے اپنی بیاض میں لکھیے۔

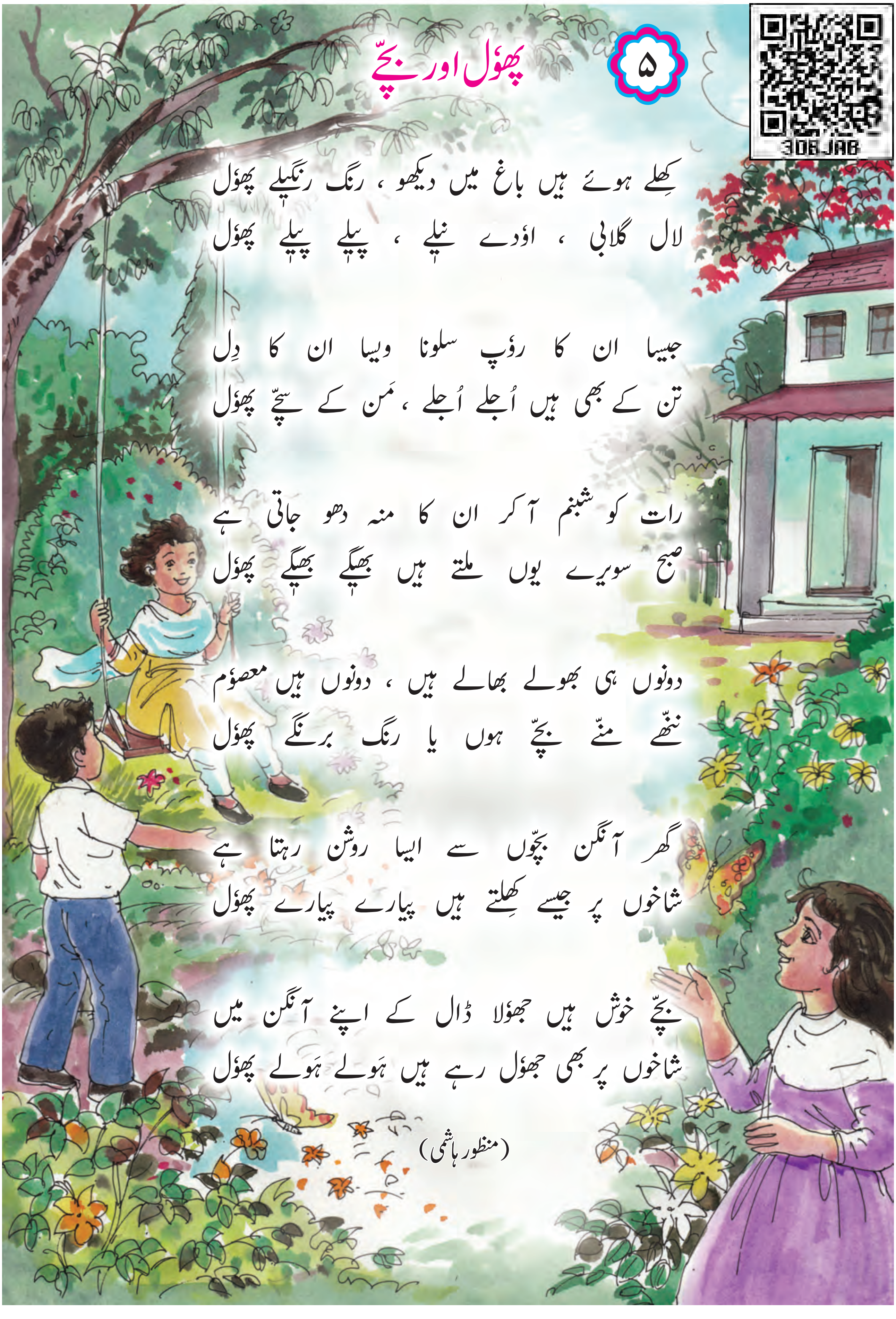

۵ پھوُل اور بچّے

کِھلے ہوئے ہیں باغ میں دیکھو ، رنگ رنگیلے پھوُل
لال گلابی ، اوُدے نیلے ، پیلے پیلے پھوُل

جیسا ان کا روُپ سلونا ویسا ان کا دِل
تن کے بھی ہیں اُجلے اُجلے ، مَن کے سچّے پھوُل

رات کو شبنم آ کر ان کا منہ دھو جاتی ہے
صبح سویرے یوں ملتے ہیں بھیگے بھیگے پھوُل

دونوں ہی بھولے بھالے ہیں ، دونوں ہیں معصوُم
ننّھے منّے بچّے ہوں یا رنگ برنگے پھوُل

گھر آنگن بچّوں سے ایسا روشن رہتا ہے
شاخوں پر جیسے کِھلتے ہیں پیارے پیارے پھوُل

بچّے خوش ہیں جھوُلا ڈال کے اپنے آنگن میں
شاخوں پر بھی جھوُل رہے ہیں ہَولے ہَولے پھوُل

(منظور ہاشمی)

رؤپ	-	صورت
سلونا	-	اچھّا، پیارا
ہولے ہولے	-	آہستہ آہستہ

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ باغ میں کن رنگوں کے پھؤل کِھلے ہیں؟

۲۔ پھؤل بھیگے بھیگے کب دِکھائی دیتے ہیں؟

۳۔ بچّے اور پھؤل کن باتوں میں یکساں ہیں؟

۴۔ گھر آنگن کن سے روشن رہتا ہے؟

۵۔ بچّوں کو جھؤلتا دیکھ کر شاعر کیا محسؤس کر رہا ہے؟

❁ **نظم کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :**

۱۔ تن کے بھی ہیں اُجلے اُجلے .... کے سچّے پھؤل

۲۔ دونوں ہی بھولے بھالے ہیں .... ہیں معصوم

۳۔ شاخوں پر بھی ....رہے ہیں ہولے ہولے پھؤل

❁ **جن مصرعوں میں ایک ہی لفظ دو بار استعمال ہوا ہے وہ مصرعے لکھیے :**

۱۔ ....

۲۔ ....

۳۔ ....

۴۔ ....

۵۔ ....

سرگرمی :

۱۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور جماعت میں ایک ساتھ گائیے۔

۲۔ مختلف پھؤلوں کی تصویریں جمع کر کے اپنی بیاض میں چسپاں کیجیے۔

٦

بہت خوب !

ایک بادشاہ تھا۔ اُس نے اپنے مُصاحب کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر میں کسی کی بات سن کر ''بہت خوب'' کہوں تو اُسے ایک ہزار روپیوں کی تھیلی انعام میں دینا۔

ایک دفعہ بادشاہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار کو جا رہا تھا۔ راستے میں اُس نے ایک بوڑھے باغبان کو دیکھا جو اپنی زمین میں پودے لگا رہا تھا۔ اُسے پودے لگاتا دیکھ کر بادشاہ نے ایک مُصاحب سے کہا، ''دیکھو تو.... یہ باغبان کتنا بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اب بھی اُسے کمانے کی فکر ہے۔ یہ پودے برسوں میں درخت بنیں گے، تب ان پر پھل آئیں گے۔ کیا وہ اِن کے پھل کھانے تک زندہ رہے گا؟''

بادشاہ کی بات سن کر مُصاحبوں نے کہا، ''حضور بالکل ٹھیک فرماتے ہیں۔''

بادشاہ نے حکم دیا، ''اس باغبان کو ہماری خدمت میں حاضر کرو۔ اُس سے پوچھتے ہیں کہ ایسی بے کار محنت کیوں کر رہا ہے؟''

بادشاہ کے حکم سے باغبان کو اُس کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا، ''بڑے میاں! تمھاری عمر

کیا ہے؟''

''حضور! میری عمر چوراسی سال ہے۔''

''تمھارا کیا اندازہ ہے، کتنے دن اور جیو گے؟''

''حضور! کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ موت کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو چار سال اور زندہ رہوں گا۔''

''اور تمھارے اِن پودوں میں پھل کتنے دنوں میں آئیں گے؟''

''اِن پودوں میں دس سال کے بعد پھل آ سکیں گے۔''

''جب تم ان پودوں کے پھل نہیں کھا سکو گے تو پھر انھیں کیوں لگا رہے ہو؟''

''حضور! اللہ کسی کی محنت بے کار نہیں کرتا۔'' باغبان نے باغ کے درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، ''دیکھیے سرکار! میرے بزرگوں نے جو پودے لگائے تھے، اُن کے پھل میں کھا رہا ہوں۔ اب جو پودے میں لگا رہا ہوں، ان کے پھل میرے بچّے کھائیں گے۔''

''بہت خوب!'' بادشاہ نے بے ساختہ کہا۔

بادشاہ کی زبان سے ''بہت خوب'' نکلا تو اُس کے مُصاحب سمجھ گئے کہ بادشاہ کو باغبان کا جواب پسند آ گیا ہے۔ مُصاحب نے فوراً ہزار روپیوں کی تھیلی بوڑھے باغبان کی طرف بڑھا دی اور بولا، ''بڑے میاں! حضور کی طرف سے یہ تمھارا انعام ہے۔''

بوڑھے باغبان نے ایک ہزار کی تھیلی لیتے ہوئے ادب سے جھک کر کہا، ''حضور! میرے لگائے ہوئے یہ پودے تو دس بارہ سال میں پھل دیں گے لیکن مجھے تو آج ہی ان کا پھل مل گیا۔''

''بہت خوب!'' بادشاہ کو باغبان کا یہ جواب بھی پسند آیا۔ مُصاحب نے اسے ایک اور تھیلی انعام میں دی۔ دوسری تھیلی پا کر باغبان نے عرض کی، ''حضور! میرے یہ پودے تو سال میں ایک بار پھل دیں گے لیکن مجھے اسی وقت دو بار ان کا پھل مل گیا۔''

''بہت خوب، بہت خوب!'' بادشاہ کو یہ جواب اتنا اچھا لگا کہ دو بار اُس نے 'بہت خوب' کہہ دیا۔ مُصاحب نے اس بار دو تھیلیاں اُسے تھما دیں۔ بوڑھے نے سر جُھکا کر وہ تھیلیاں بھی لے لیں اور بولا، ''حضور! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ جس ملک کا بادشاہ رعایا پر مہربان ہوتا ہے تو اس کا پورا ملک خوش حال ہو جاتا ہے۔ میں نے یہ بات کانوں سے سنی تھی، آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔''

''بہت خوب، بہت خوب، بہت خوب!''

بادشاہ بوڑھے کے اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ تین بار اُس کی زبان سے 'بہت خوب' نکل پڑا۔ اس نے باغبان سے کہا، ''بڑے میاں! اب تم جو مانگو گے، تمھیں ملے گا۔''

باغبان نے عرض کیا، ''حضور! ہم باغبانوں اور کسانوں کو سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجھے منہ مانگا انعام دینا چاہتے ہیں تو سرکار، پانی کا معقول انتظام فرما دیں تاکہ باغبانوں اور کسانوں کو راحت ملے۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' بادشاہ نے کہا اور پورے ملک میں نہریں جاری کرنے کا حکم دے دیا۔ کچھ ہی دنوں میں پورے ملک میں نہروں کا جال سا بچھ گیا۔ جگہ جگہ کنویں کُھدوائے گئے۔ ملک دن دونی رات چوگنی ترقّی کرنے لگا۔

(مائل خیرآبادی)

مُصاحب	–	بادشاہ کے ساتھ رہنے والا
بے ساختہ	–	فوراً
باغبان	–	پھلوں کی کاشت کرنے والا
دن دونی رات چوگنی ترقّی کرنا	–	بہت ترقی کرنا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ بادشاہ نے بوڑھے باغبان کو کیا کرتے ہوئے دیکھا؟
۲۔ پہلی بار انعام پا کر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
۳۔ دوسری بار انعام ملنے پر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
۴۔ بوڑھے نے بزرگوں سے کون سی بات سنی تھی؟
۵۔ باغبان نے یہ کیوں کہا کہ میں نے جو بات سنی تھی وہ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں؟
۶۔ بادشاہ نے کسانوں کے لیے پانی کا انتظام کس طرح کروایا؟

آیئے زبان سیکھیں!

مذکّر ۔ مؤنّث :

(الف) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'نر' کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، انھیں 'مذکّر' کہتے ہیں مثلاً مور، گھوڑا، بندر، بیٹا، باپ، آدمی، وغیرہ۔

(ب) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'مادہ' کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، انھیں 'مؤنّث' کہتے ہیں مثلاً بیوی، گھوڑی، گائے، چڑیا، شیرنی، وغیرہ۔

(ج) بے جان چیزوں میں بھی مذکّر اور مؤنّث کا فرق پایا جاتا ہے۔
بے جان مذکّر : گاؤں، گھر، گیہوں، بادل، آسمان، پانی، بھٹ، وغیرہ۔
بے جان مؤنّث : پوری، کڑھائی، گڑیا، فصل، زمین، وغیرہ۔
جو بے جان چیزیں مذکر استعمال ہوتی ہیں وہ مؤنّث میں تبدیل نہیں ہوتیں مثلاً گھر مذکّر ہے۔اس کا کوئی مؤنّث نہیں ہوتا۔اسی طرح بعض چیزیں مؤنّث استعمال ہوتی ہیں، ان کا مذکّر نہیں ہوتا مثلاً پوری مؤنّث ہے۔اس کا مذکّر نہیں ہوتا۔

(د) کچھ اسم ایسے ہوتے ہیں جو مذکّر اور مؤنّث دونوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً کوّا، لومڑی، انسان، وغیرہ۔

❖ درج ذیل الفاظ میں سے مذکّر اور مؤنّث الفاظ الگ کیجیے :

کرسی، چاکلیٹ، جوتا، ندی، گھڑی، لحاف، کتاب، گدّا

۷

پانی کی حقیقت

دِکھاؤ کچھ طبیعت کی روانی
جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے پانی

یہ مِل کر دو ہواؤں سے بنا ہے
گِرہ کُھل جائے تو فوراً ہَوا ہے

نہیں کرتا کسی برتن سے کھَٹ پَٹ
ہر اِک سانچے میں ڈھل جاتا ہے جَھٹ پَٹ

جو ہلکا ہو ، اُسے سر پر اُٹھائے
جو بھاری ہو ، اُسے غوطہ کِھلائے

لگے گرمی تو اُڑ جائے ہوا پر
پڑے سردی تو بن جاتا ہے پتّھر

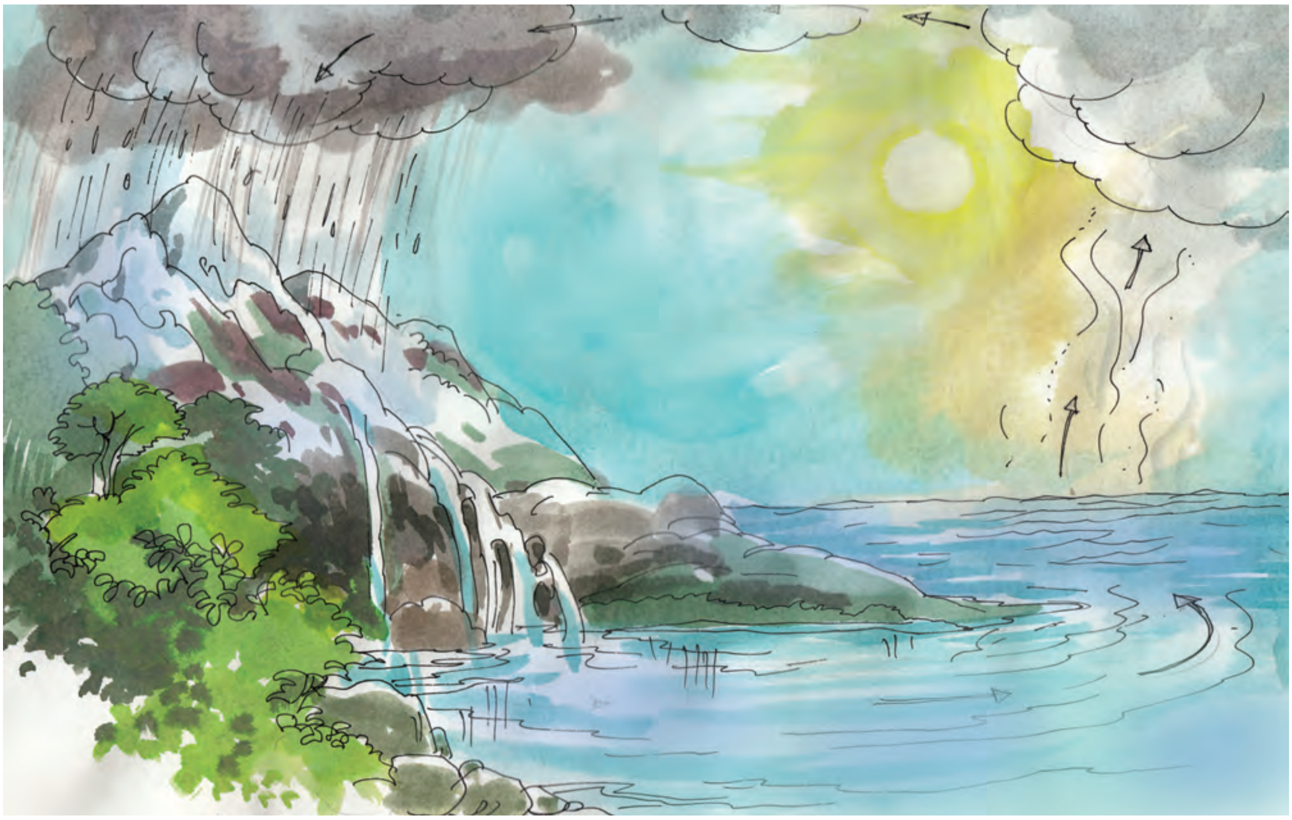

ہوا میں مِل کے غائب ہو نظر سے
کبھی اوُپر سے بادَل بن کے برسے

اِسی کے دَم سے دنیا میں ترَی ہے
اِسی کی چاہ سے کھیتی ہرَی ہے

اِسی کو پی کے جیتے ہیں سب انساں
اِسی سے تازہ دَم ہوتے ہیں حیواں

(مولوی اسماعیلؔ میرٹھی)

روانی دِکھانا	–	تیزی دِکھانا
دانا	–	عقل مند
دو ہواؤں سے بنا ہے	–	سائنس کے مطابق پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن نامی دو گیسوں سے مل کر بنا ہے
گِرہ کھل جانا	–	مراد الگ ہو جانا
کھٹ پٹ کرنا	–	جھگڑنا
ہَوا ہونا	–	غائب ہونا
سانچے میں ڈھل جانا	–	کسی صورت میں آ جانا
غوطہ کھلانا	–	ڈبو دینا
دَم سے	–	وجہ سے
چاہ سے	–	چاہنے سے
تازہ دَم	–	چست

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

ا۔ پانی کتنی ہواؤں سے مل کر بنا ہے؟

۲۔ شاعر نے پتھّر کسے کہا ہے؟
۳۔ کھیتی کس کے دَم سے ہری ہے؟
۴۔ پانی نظر سے کب غائب ہو جاتا ہے؟

❁ **قوسین میں دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے : (بادل ، ہوا ، جھٹ پٹ)**

۱۔ گرہ کھل جائے تو فوراً .... ہے
۲۔ ہر اِک سانچے میں ڈھل جاتا ہے ....
۳۔ کبھی اوپر سے .... بن کے برسے

❁ **اس نظم سے ایک جیسی آواز والے لفظ چُن کر لکھیے :**

مثال : روانی - پانی ، ترَی - ہَری

❁ **غور کر کے بتائیے :**

اگر پانی نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

آئیے زبان سیکھیں!

صفت :

اسم کی خصوصیت بتانے والے لفظ کو 'صفت' کہتے ہیں مثلاً

تم مزے دار کہانیاں بھی سنتے اور پڑھتے ہو۔

یہ دعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔

ان کی والدہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھیں۔

ان جملوں میں کہانیاں، شاعر اور خاندان 'اسم' ہیں۔ ان کی خصوصیات الفاظ ''مزے دار، بڑے اور پڑھے لکھے'' سے بتائی گئی ہیں۔ یہ الفاظ 'صفت' ہیں۔

❖ صفت کی تین مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

۸

شفیع الدّین نیّر

تم ہر روز اسکول میں یہ دُعا پڑھتے ہو:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زِندگی شمع کی صوُرت ہو خدایا ، میری

یہ دُعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔ ان کا نام ہے علّامہ اقبالؔ۔ علّامہ اقبالؔ نے بچّوں کے لیے دوسری نظمیں بھی لکھی ہیں۔ بچّوں کے لیے بہت سی نظمیں اور کہانیاں لکھنے والے ایک شاعر ہوئے ہیں جن کی ایک بہت پیاری نظم ’باغ کی سَیر‘ تم نے بھی پڑھی ہے:

آ ؤ ، آ ؤ باغ میں جائیں
باغ میں جائیں ، دِل بہلائیں

اس نظم کو لکھنے والے شاعر کا نام ہے شفیع الدّین نیّرؔ۔ ہم تمھیں ان کی زندگی کے حالات سناتے ہیں۔

ان کا پورا نام محمد شفیع الدین اور ان کے والد کا نام محمد حکیم الدین تھا۔ نیّرؔ ان کا تخلّص ہے۔ تخلّص اس مختصر نام کو کہتے ہیں جو شاعر خود اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتے ہیں۔ شفیع الدّین نیّرؔ علی گڑھ کے ایک قصبے اَترولی میں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے یہیں کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی۔ وہ سات ہی برس کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کی والدہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھیں۔ انھوں نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو ایک رشتہ دار کے ہاں علی گڑھ بھیج دیا۔ وہاں گھر کا ماحول بہت اچھا تھا۔ علی گڑھ میں رہ کر نیّرؔ صاحب میں تعلیم حاصل کرنے کی اُمنگ اور شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ کچھ دنوں بعد والدہ کی اجازت سے وہ پڑھنے کے لیے دہلی چلے گئے۔ وہ کہتے تھے کہ اس وقت میرے پاس صرف پانچ پیسے اور ایک جوڑا کپڑا تھا۔ میں دہلی میں اپنے

خرچ کے لیے کچھ محنت مزدوری کر لیتا اور کبھی کبھی اخبار بھی بیچتا تھا۔

دہلی میں رہ کر نیّر صاحب نے کتابت بھی سیکھی۔ ایک دن جامع مسجد کے امام صاحب نے ان سے پوچھا، ''کیا تم پڑھنا چاہتے ہو؟'' شفیع الدین کے تو من کی مراد پوری ہوگئی۔ امام صاحب نے انھیں دہلی کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروادیا۔ خوب محنت سے پڑھنے کی وجہ سے وہ اپنی جماعتوں میں پہلے درجے سے کامیاب ہوتے۔ ان کی فیس معاف ہوگئی اور انھیں اسکالرشپ بھی ملی۔ شفیع الدین نیّر دہلی میں کئی جگھوں پر رہے۔ اپنے گزارے کے لیے وہ بچّوں کو پڑھاتے تھے۔ انھیں جو رقم ملتی، اس میں سے وہ کچھ روپے اپنی والدہ کے خرچ کے لیے بھی بھیجتے تھے۔ سخت محنت اور تکلیف کی زندگی گزارتے ہوئے انھوں نے اُردو اور فارسی کے امتحانات اوّل درجے سے کامیاب کیے۔ وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرّس ہوگئے۔ ۶۵ برس کی عمر تک وہ اس اسکول میں پڑھاتے رہے۔ پھر انھیں وظیفہ مل گیا۔

شفیع الدین نیّر ایسے شاعر تھے جنھوں نے صرف بچّوں کے لیے نظمیں اور کہانیاں لکھیں۔ ان کی نظموں اور کہانیوں میں بھوت پریت اور جنوں پریوں کی باتیں نہیں ہوتیں۔ انھوں نے جو کچھ لکھا، بچّوں کی عادتوں کو سنوارنے اور انھیں نیک بنانے کے لیے لکھا۔ دس بارہ سال کی عمر کے بچّے بڑے شوق سے ان کی نظمیں اور کہانیاں پڑھتے ہیں۔ نیّر صاحب نے ایک بار کہا تھا، ''مجھے بچّوں سے بہت محبّت ہے۔ میں ان کی تعلیم اور تربیت کے لیے لکھتا ہوں۔ میری نظمیں پڑھ کر بچّے بوڑھے سبھی کہتے ہیں کہ میں بچّوں کے لیے لکھتا رہوں۔''

نیّر صاحب کے سینے میں بچّے کا سا دل تھا۔ وہ اتنے معصوم تھے کہ کبھی کبھی ان کی باتیں سن کر لوگ ہنس دیا کرتے تھے۔ وہ بچّوں کی سی باتیں کرتے اور بچّوں کی طرح ہر وقت خوش رہنا چاہتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ اچّھا سلوک کرتا تو وہ جگہ جگہ اس کا ذکر کرتے۔ وہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ایک بار انھیں ایک جلسے کی صدارت کے لیے جانا تھا۔ وہ گھر سے وقت پر نکلے۔ راستے میں ایک صاحب مل گئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں دیر ہونے لگی اس لیے نیّر صاحب وہاں سے جلسہ گاہ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ میزبان بے چینی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ نیّر صاحب ٹھیک وقت پر جلسے میں پہنچ گئے تو میزبانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

شفیع الدین نیّر نے بچوں کے لیے ستّر سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان میں نظموں کی کتابیں بھی ہیں اور کہانیوں کی بھی۔ بچّے آج بھی بڑے شوق سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی کتابیں پڑھتے اور مزہ لیتے ہیں۔ نیّر صاحب کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان محنت اور لگن سے علم حاصل کرے تو ایک اچّھا اور کامیاب انسان بن سکتا ہے۔

بچّوں سے پیار کرنے والے اس شاعر کا انتقال ۳۰/ جنوری ۱۹۷۸ء کو دہلی میں ہوا۔

(سلیم شہزاد)

قصبہ - دیہات

کتابت - خوش خط لکھنا

وظیفہ - سرکاری نوکری ختم ہونے کے بعد ملنے والی ماہانہ رقم

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ والد کے انتقال کے وقت نیّر صاحب کی عمر کتنی تھی؟

۲۔ اپنے گزارے کے لیے نیّر صاحب کیا کرتے تھے؟

۳۔ اگر کوئی نیّر صاحب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو وہ کیا کرتے؟

۴۔ نیّر صاحب نے بچّوں کے لیے کتنی کتابیں لکھیں؟

۵۔ نیّر صاحب کی زندگی کے حالات سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

۶۔ نیّر صاحب کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

مختصر جواب لکھیے :

نیّر صاحب کی وقت کی پابندی کا واقعہ بیان کیجیے۔

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ ایک بہت پیاری نظم .... تم نے بھی پڑھی ہے۔

۲۔ نیّر ان کا .... ہے۔

۳۔ دہلی میں رہ کر نیّر صاحب نے .... بھی سیکھی۔

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ نظم 'لب پہ آتی ہے دعا' نیّر صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔

۲۔ نیّر صاحب کا پورا نام محمد شفیع الدّین تھا۔

۳۔ امام صاحب نے انھیں علی گڑھ کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروا دیا۔

۴۔ وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرّس ہو گئے۔

غور کر کے بتائیے : شفیع الدین نیّر کی کون سی خوبی آپ کو زیادہ پسند آئی؟

سرگرمی :

ایسے پانچ شاعروں کے نام لکھیے جن کی نظمیں آپ پڑھ چکے ہیں۔

۹

پھولوں کا تحفہ

شام کو اسکول سے گھر آتے ہی امجد نے بڑے لاڈ سے ماں کی گردن میں بانہیں ڈال دیں اور بولا، ''میری اچھی امّی! مجھے ایک چیز لے دیں گی؟''

''ضرور لے دیں گے مگر یہ کیا؟ ..... نہ سلام نہ دعا، بس آتے ہی...؟'' اس سے پہلے کہ امّی کچھ اور کہتیں امجد نے فوراً کہا، ''اوہ، بھول ہوگئی۔ السّلامُ علیکم پیاری امّی!''

''وَعَلَیکُمُ السّلام ..... اب اسکول سے آتے ہی کس چیز کی مانگ؟'' امّی نے کہا۔

''مجھے خوب سارے کھلونے چاہئیں۔ گلّو کے پاس چابی والی کار ہے۔ شانی نے بلّی کے بِلوٹے پال رکھے ہیں۔ کاشی کے پاس ایک چھوٹا سا خرگوش ہے۔ سب اپنی اپنی چیزوں سے کھیلتے ہیں۔ میرے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں۔''

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلونے لا دوں گی۔''

''وعدہ؟'' امجد نے اطمینان کرنا چاہا۔

''ہاں ہاں، پکّا وعدہ۔ چلو، اب جلدی سے کپڑے بدلو اور ہاتھ منہ دھولو۔ میں تمھارے لیے ناشتہ لاتی ہوں۔''

اگلے روز امجد کو اسکول بھیجتے ہوئے امّی نے کہا، ''مجھے ایک ضروری کام سے تمھاری خالہ کے گھر جانا ہے۔ شام تک لوٹ آؤں گی۔ مجھے دیر ہوجائے تو کھانا کھا لینا اور ہاں .... دیکھو اسکول سے آ کر اِدھر اُدھر بھٹکنے مت جانا......'' پھر امّی چلی گئیں۔

شام کو جب امّی لوٹیں تو ان کے ہاتھوں میں ایک گملا تھا اور گملے میں موتیے کا پودا۔ اُنھوں نے امجد کو پکارا، ''امجد! دیکھو بیٹا، میں تمھارے لیے کیا لائی ہوں؟''

امجد اپنے کمرے سے دوڑتا ہوا باہر آیا۔

''دیکھو! یہ گملا خالہ جان نے تمھارے لیے دیا ہے۔'' امّی نے کہا۔

گملے پر نظر پڑتے ہی امجد کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اُسے گملے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

''امّی! میں اس کا کیا کروں ..... کیا یہ میرے ساتھ کھیلے گا.... گندہ سا پودا۔'' امجد نے برا سا منہ بنایا۔

''بیٹے! یہ موتیا ہے۔ جب اس پر پھول کھلیں گے اور سارے گھر میں خوشبو پھیلے گی، تب دیکھنا۔'' امجد نے امّی

سے کوئی بحث نہ کی۔ کھانا کھا کر چُپ چاپ سونے چلا گیا۔

ایک روز جب امجد صبح سویرے مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اسے سارا گھر مہکتا محسوس ہوا۔ وہ حیرت سے ناک چڑھا چڑھا کر خوشبو سونگھنے لگا۔

''امّی! یہ کیسی خوشبو ہے؟'' پھر اس کی نظر کھڑکی میں رکھے ہوئے گملے پر پڑی جس میں ایک پودا تھا اور پودے پر چار پھول کھلے ہوئے تھے۔ وہ لپک کر گملے کے قریب گیا اور آنکھیں بند کر کے گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اُسے ایسا کرتے دیکھ کر امّی نے مسکراتے ہوئے کہا، ''دیکھا، میں نہ کہتی تھی پھول کھلیں گے تو سارا گھر خوشبو سے بھر جائے گا۔''

امجد نے آنکھیں کھولیں۔ اب اُس کی آنکھوں سے گملے اور پودے کے لیے پیار جھلک رہا تھا۔ اُس نے ہولے سے پھولوں کو چھوا، اُسے ایک عجیب سا احساس ہوا، ایک پیار بھرا احساس! امّی نے اسے ایک اور گملا لا دیا۔ اب وہ گملوں اور پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ وہ گملوں کو صاف کرتا۔ پودوں کو پانی دیتا، اُس نے گملوں کو سبز رنگ بھی دیا تھا۔ اُس کا زیادہ وقت گھر ہی پر گزرنے لگا۔

ایک روز اسکول میں ماسٹر صاحب نے اعلان کیا کہ کل کتابوں کی بجائے ایسی چیزیں لے کر اسکول آئیں جو وہ گھر پر مشغلے کے طور پر جمع کرتے ہیں۔ چاہے وہ کھلونے ہوں، ڈاک ٹکٹ ہوں، اپنی بنائی ہوئی تصویریں ہوں یا پرندوں کے پَر ہوں۔ اعلان سن کر امجد بڑا پریشان ہوا۔ اس کے پاس تو ایسی چیزیں نہیں تھیں۔ گھر لوٹا تو وہ چپ چُپ ہی تھا۔

امّی نے پوچھا، ''کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لڑ کر آ رہے ہو یا ماسٹر صاحب کی ڈانٹ سن کر آ رہے ہو؟'' پہلے تو

امجد چپ ہی رہا مگر جب امّی نے بہت کُریدا تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

امّی نے کہا، ''اس میں پریشانی کی کیا بات ہے! تم یہ نئے والا گملا لے جاؤ جس میں تین خوبصورت پھُول کِھلے ہیں۔ پرانے گملے کے پھؤلوں سے ایک گلدستہ بنالو۔ آؤ میں تمھاری مدد کرتی ہوں۔''

امجد نے امّی کی مدد سے پھولوں اورکلیوں کا خوبصورت گلدستہ بنایا۔ درمیان میں سبز پتّے ٹانک دیے۔ اُس نے گملے کو اچھّی طرح صاف کیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی چیز سب سے الگ اور انوکھی ہوگی، ایسی چیز کوئی نہیں لائے گا۔ اسکول پہنچ کر اُس نے دیکھا کہ کوئی لڑکا بلّی کا بچّہ لایا ہے۔ کسی نے طوطے کا پنجرہ اُٹھا رکھا ہے۔ کسی کے پاس مٹّی کے کھلونے ہیں۔

ماسٹر صاحب جماعت میں آئے تو سب لڑکوں نے باری باری اپنی چیزیں بتائیں۔ امجد کی باری آئی تو اُس نے

وہ گملا اُٹھا کر ماسٹر صاحب کی میز پر رکھ دیا۔ پھر گلدستہ لے کر اپنے استاد سے کہا، ''جناب! یہ دیکھیے۔ اسے میں نے اپنے گملے میں کِھلنے والے پھولوں سے بنایا ہے۔''

یہ کہہ کر امجد نے بڑے احترام سے انھیں گلدستہ پیش کیا۔ تمام بچّوں نے تالیاں بجائیں۔ ماسٹر صاحب نے امجد کی بڑی تعریف کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اُگانا چاہیے۔ ہم ایسا کریں گے تو ہمارا ماحول خوش گوار رہے گا۔

امجد نے اپنے گملے کو اسکول کے لیے تحفے کے طور پر دینے کا اعلان کیا تو بچّوں نے دوبارہ تالیاں بجائیں۔

(معروف احمد چشتی)

بِلوٹے	-	بلّی کے بچّے
جوش ٹھنڈا پڑنا	-	کام میں دلچسپی ختم ہونا
آبیاری کرنا	-	پودوں کو پانی دینا
مشغلہ	-	شوق سے کیا جانے والا کام
کُریدنا	-	بار بار پوچھنا
ماجرا	-	واقعہ
خوش گوار	-	اچھا لگنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ امجد نے امّی سے کس چیز کی مانگ کی؟

۲۔ امّی، خالہ کے گھر سے کیا لے کر آئیں؟

۳۔ امجد کا جوش کیوں ٹھنڈا پڑ گیا؟

۴۔ امجد کے گملے میں پھول کھلیں گے تو کیا ہوگا؟

۵۔ ہم میں سے ہر کسی کو پودا کیوں اُگانا چاہیے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ امجد کے دوستوں کے پاس کون کون سی چیزیں تھیں؟

۲۔ امّی نے امجد کو کس بات کی تاکید کی؟

۳۔ ایک روز اسکول میں ماسٹر صاحب نے کیا اعلان کیا؟

۴۔ ماسٹر صاحب کو گلدستہ پیش کرتے وقت امجد نے کیا کہا؟

نیچے دیے ہوئے بیانات میں سے صحیح بیان چن کر خالی جگہ پُر کیجیے :

۱۔ امجد کو بہت سارے کھلونے چاہیے تھے تاکہ..

(الف) وہ اُنھیں اسکول لے جاسکے۔ (ب) وہ ان کے ساتھ کھیل سکے۔

(ج) اُنھیں دکھا کر دوستوں پر رعب جما سکے۔

۲۔ ایک روز جب امجد صبح سویرے مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اُسے سارا گھر مہکتا محسوس ہوا۔ ....

(الف) وہ آس پاس خوشبو ڈھونڈنے لگا۔ (ب) وہ حیرت سے ناک چڑھا چڑھا کر خوشبو سونگھنے لگا۔

(ج) وہ دوڑ کر گملے کے پاس گیا۔

۳۔ امجد کی آنکھوں سے ....

(الف) نفرت جھلک رہی تھی۔ (ب) پیار جھلک رہا تھا۔

(ج) حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

ذیل کے جملے کس نے کہے؟

ا۔ ”مجھے خوب سارے کھلونے چاہئیں۔“

۲۔ ”دیکھو! یہ گملا خالہ جان نے تمھارے لیے دیا ہے۔“

۳۔ ”کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لڑ کر آ رہے ہو؟“

۴۔ ”ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اُگانا چاہیے۔“

سرگرمی:

- تمام بچّے مل کر اپنے اسکول میں مختلف پھولوں کے چند گملے لگائیں۔
- بلّی کے بچّے کو بِلوٹا کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے جانوروں کے بچّوں کے نام معلوم کیجیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

ضمیر:

اسم کی جگہ استعمال ہونے والے لفظ کو 'ضمیر' کہتے ہیں۔

مثلاً ان جملوں کو پڑھیے:

* امجد پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ * امجد روز دوستوں کے ساتھ کھیلنے جاتا۔

ان جملوں میں امجد کا نام دو بار آیا ہے۔ اس تکرار سے بچنے کے لیے دوسرے جملے میں امجد کی بجائے لفظ ”وہ“ استعمال کیا جائے گا۔ اب دوسرا جملہ اس طرح ہوگا:

وہ روز دوستوں کے ساتھ کھیلنے جاتا۔

اس جملے میں لفظ 'وہ' ضمیر ہے۔

'وہ' کے علاوہ میَں، ہم، تو، تم، آپ وغیرہ الفاظ بھی ضمیر کہلاتے ہیں۔

- الفاظ مَیں، ہم، تو، تم، آپ سے ایک ایک جملہ بنا کر اپنی بیاض میں لکھیے۔

۱۰

ایک چھوٹی بچّی

سیّدہ کیسی پیاری بچّی ہے
صوُرت اچھّی ، سمجھ بھی اچھّی ہے
ذرا دیکھو تو اس کی صوُرت کو
سچّی چینی کی جیسی مؤرَت کو
ہے ابھی دو برس کی خیر سے جان
پر سب اچھّے بُرے کی ہے پہچان
وہ کسی بات پر مچلتی نہیں
اپنی عادت کبھی بدلتی نہیں
آرزوٗ تو بہت ہے بولنے کی
پر نہیں اُٹھتی ہے زبان ابھی
نہیں منہ سے نکلتے پورے بول
بولتی ہے سدا اَدھورے بول
نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں
دیکھ ان کو ہوتی ہے خنداں
عُمر اُس کی خدا دَراز کرے
عِلم سے اس کو سرفَراز کرے

(الطاف حسین حالؔی)

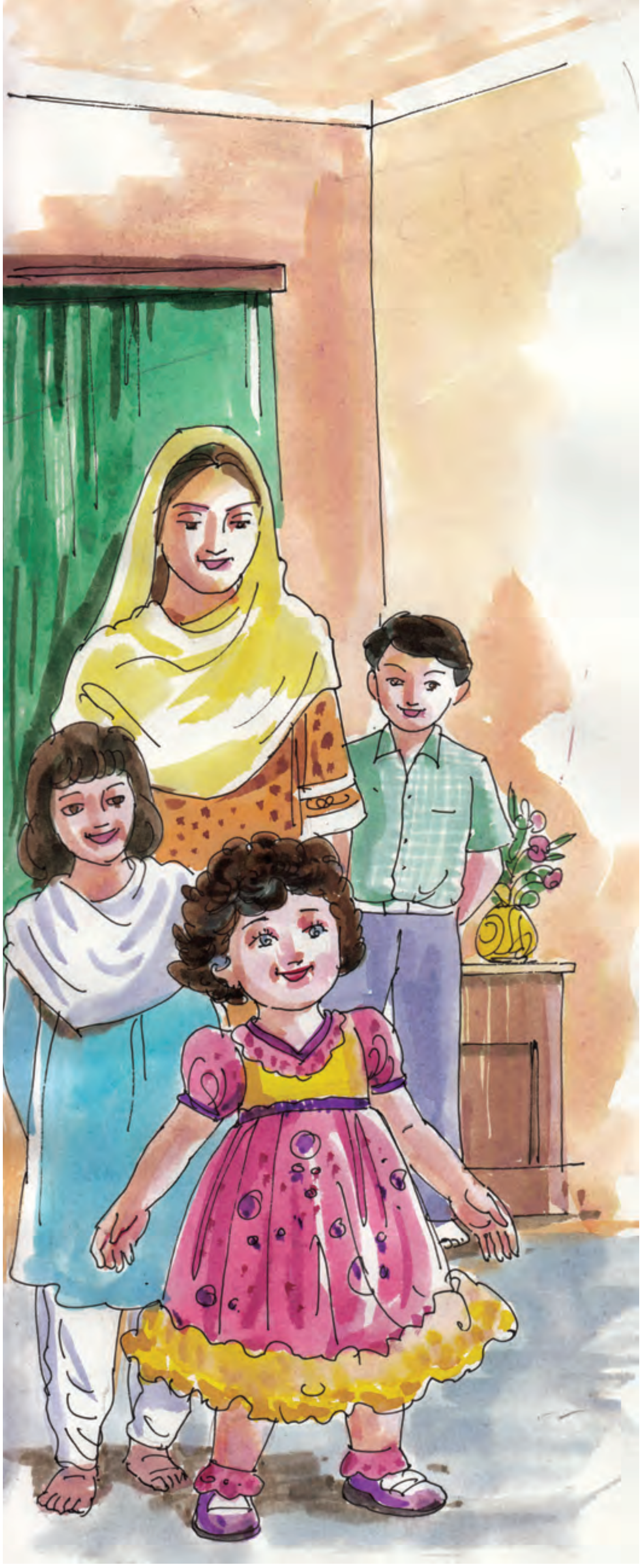

مؤرَت - مؤرتی، گڑیا
نہیں اُٹھتی ہے زبان - اچھی طرح بولنا نہیں آتا
خنداں ہونا - ہنسنا، خوش ہونا
دراز - لمبا

سرفراز کرنا - عزّت بڑھانا

مشق

۞ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ یہ نظم کس کے بارے میں ہے؟

۲۔ سیّدہ کی صوٗرت کیسی ہے؟

۳۔ سیّدہ کی عمر کتنی ہے؟

۴۔ سیّدہ کو کس بات کی آرزوٗ ہے؟

۵۔ مہمان آنے پر سیّدہ کیا کرتی ہے؟

۶۔ شاعر نے سیّدہ کو کیا دعا دی ہے؟

۞ **مختصر جواب لکھیے :**

سیّدہ میں کون کون سی اچھی عادتیں ہیں؟

۞ **شعر مکمل کیجیے :**

۱۔ ذرا دیکھو تو اس کی صورت کو ....

۲۔ وہ کسی بات پر مچلتی نہیں ....

۳۔ نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں ....

سرگرمی :

آپ کے گھر میں کوئی چھوٹا بچّہ ہو تو دیکھیے کہ وہ سیّدہ جیسی کون سی حرکتیں کرتا ہے۔

۱۱ پرندوں کی دنیا

ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے، رنگ برنگے پرندے پائے جاتے ہیں۔ کسی کی آواز سُریلی ہے، کسی کی بھونڈی۔ کچھ پرندے آسمان میں بہت اونچائی تک اُڑ سکتے ہیں جیسے چیل، کبوتر، عُقاب، وغیرہ۔ کچھ پرندے پانی میں مزے سے تیرتے ہیں جیسے بطخ اور مرغابی۔ آ ؤ، اب ہم تمھیں بھارت کے خاص خاص پرندوں کے بارے میں بتائیں۔

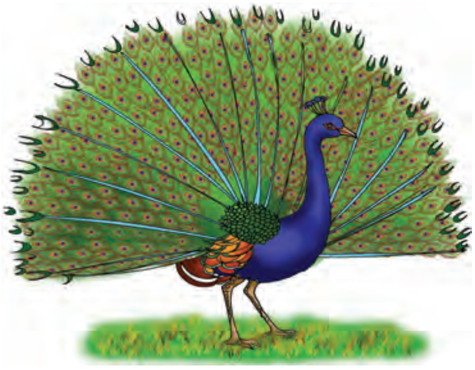

مور ہمارا قومی پرندہ ہے۔ یہ عام طور پر چار فٹ لمبا ہوتا ہے۔ اس کی گردن لمبی اور رنگ گہرا سبز اور چمک دار نیلا ہوتا ہے۔ برسات میں جب بادل گھِر آتے ہیں تو مور اپنی لمبی دم کو پنکھے کی طرح پھیلا کر خوشی سے ناچتا ہے۔ مور کے ناچ کا یہ منظر بڑا ہی دل کش ہوتا ہے۔ مور بھارت کے علاوہ سری لنکا اور افریقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ سفید رنگ کا بھی ہوتا ہے۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔ یہ دونوں بولنا بھی سیکھ لیتے ہیں۔ رٹے ہوئے جملے یہ اتنی صفائی سے بولتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ طوطا زیادہ تر ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی چونچ مُڑی ہوئی اور لال ہوتی ہے۔ مینا کا رنگ گہرا کتھئی اور اس کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔ کسی کسی علاقے میں کالے رنگ کی مینا بھی پائی جاتی ہے۔

طوطے کے بارے میں مشہوٗر ہے کہ اسے چاہے کتنی ہی محبّت سے رکھو، ایک بار وہ پنجرے سے نکل جائے تو واپس نہیں آتا اسی لیے بے مروّت شخص کو 'طوطا چشم' کہتے ہیں۔ ہماری زبان کا محاورہ 'طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لینا' بھی اسی سے بنا ہے۔

کبوتر کو امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ کبوتر کئی رنگ اور نسل کے ہوتے ہیں۔ یہ ان پرندوں میں سے ہے جو جھنڈ بنا کر رہتے ہیں۔ اس کی آواز غُٹرغوں غُٹرغوں جیسی سنائی دیتی ہے۔ پرانے زمانے میں کبوتر کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام بھیجنے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

مرغے اور مرغیاں پالتو پرندے ہیں۔ مرغا صبح سویرے بانگ دے کر ہمیں جگاتا ہے۔ مرغیوں سے ہمیں انڈے ملتے ہیں۔

بگلا، سارس اور ہنس ایک ہی طرح کے پرندے ہیں۔ بگلے کی ٹانگیں، چونچ اور گردن لمبی ہوتی ہے اور دُم

چھوٹی۔ بگلے ندی کے کنارے رہتے ہیں۔ یہ بڑے سیدھے سادے نظر آتے ہیں لیکن موقع ملتے ہی مچھلیوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں۔ سارس سفید ہوتا ہے، اس کے اوپری حصّے پر کچھ لال پر ہوتے ہیں۔ اُڑنے سے پہلے سارس کو ہوائی جہاز کی طرح زمین پر دوڑنا پڑتا ہے۔ ہنس بھی ایک سفید خوبصورت پرندہ ہے جو ہمیشہ اپنی ہنسنی کے ساتھ تالاب میں تیرتا رہتا ہے۔

کوّا اور کوئل دونوں کالے ہوتے ہیں۔ کوّا ذرا بڑا ہوتا ہے اور کوئل چھوٹی ہوتی ہے۔ کوّا چالاکی کے لیے اور کوئل اپنی میٹھی آواز کے لیے مشہور ہے۔ جب آم کے درخت پر بور آتے ہیں تب کوئل کی کوُ کوُ سنائی دیتی ہے۔

قدرت نے پرندوں کا جسم ایسا بنایا ہے کہ وہ آسانی سے اُڑ سکتے ہیں۔ ان میں بعض پرندے ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے کھا کر ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کچھ پرندے مردار جانوروں کا گوشت کھا کر ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتے ہیں۔ ان میں گِدھ ایک اہم پرندہ ہے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے مگر اس پرندے کی تعداد اب گھٹتی جارہی ہے۔

پرندے عام طور پر گھونسلوں میں رہتے ہیں۔ یہ اپنا گھونسلا بنانے میں بہت محنت کرتے ہیں۔ بعض پرندے تو اتنا خوبصورت گھونسلا بناتے ہیں کہ دیکھ کر تعجّب ہوتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا گھونسلا بیا کا ہوتا ہے۔ بیا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔

ایک درخت پر طرح طرح کے پرندے رہتے ہیں۔ سب کے گھونسلوں کی بناوٹ الگ ہوتی ہے۔ کسی کا گھونسلا ٹوکری کی طرح تو کسی کا بوتل کی طرح ہوتا ہے۔ ایسے پرندے بھی ہیں جو اپنی لمبی چونچ سے درخت کے تنے میں سوراخ کرکے اپنا گھر بناتے ہیں۔

بچو! ذرا سوچو کہ ان خوبصورت پرندوں کے بغیر دنیا کیسی لگتی ؟ ناچتا مور، کوُکتی کوئل، بولتے طوطا مینا، پانی میں تیرتی بطخیں، ہوا میں اڑتے کبوتر اور چہکتی چڑیاں دیکھ کر کتنا مزہ آتا ہے! یہ پرندے ہمارے ماحول کو خوش گوار بناتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ (ماخوذ)

سریلی – کانوں کو بھلی لگنے والی

عقاب – ایک شکاری پرندہ

دل کش - اچھا لگنے والا
بور آنا - آم کے درخت پر پھول لگنا
مرغابی - پانی میں رہنے والا مرغی کی قسم کا ایک پرندہ
جھنڈ - گروہ

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ مور بھارت کے علاوہ اور کہاں پایا جاتا ہے؟
۲۔ طوطے کی چونچ کس رنگ کی ہوتی ہے؟
۳۔ پرانے زمانے میں پیغام بھیجنے کا کام کس پرندے سے لیا جاتا تھا؟
۴۔ بگلے کی ٹانگیں، چونچ اور گردن کیسی ہوتی ہے؟
۵۔ پرندے کس طرح ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں؟
۶۔ کون سا پرندہ ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتا ہے؟
۷۔ پرندے عام طور پر کہاں رہتے ہیں؟
۸۔ کس پرندے کا گھونسلا زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا ہوتا ہے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ لوگ طوطا اور مینا کیوں پالتے ہیں؟
۲۔ ہمیں پرندوں کی حفاظت کیوں کرنی چاہیے؟

خالی جگہوں میں پرندوں کے رنگ لکھیے :

پرندہ		رنگ	پرندہ		رنگ
مور	-	....	طوطا	-	....
مینا	-	....	سارس	-	....
ہنس	-	....	کوّا	-	....
کویل	-	....			

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ تمام پرندوں کی آواز سریلی ہوتی ہے۔

۲۔ عقاب بہت اونچائی تک اُڑتا ہے۔
۳۔ مینا کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔
۴۔ گدھ مردار جانوروں کا گوشت کھاتا ہے۔
۵۔ ایک درخت پر صرف ایک ہی قسم کے پرندے رہتے ہیں۔

❁ مناسب جوڑیاں لگائیے:

'الف'	'ب'
کوکتی	مور
ناچتا	کویل
تیرتی	طوطا - مینا
بولتے	بطخیں
چہکتی	کبوتر
اُڑتے	چڑیا

سرگرمی :

اپنے دوست کو بتائیے کہ آپ کو کون سا پرندہ پسند ہے۔ اپنی پسند کی وجہ بھی بتائیے۔

آئیے زبان سیکھیں!

فعل :

جن الفاظ سے کسی کام کے ہونے یا کرنے کا پتا چلے، انھیں **'فعل'** کہتے ہیں مثلاً

آج خوب بارش ہوئی۔

سورج نکلا۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔

کچھ پرندے مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔

ان جملوں میں ''ہوئی، نکلا، پالتے ہیں، کھاتے ہیں'' الفاظ سے کام ہونے یا کرنے کا پتا چلتا ہے۔ یہ الفاظ ''ہونا، نکلنا، پالنا، کھانا'' جیسے لفظوں سے بنے ہیں۔ ان لفظوں کو **'مصدر'** کہتے ہیں۔ مصدر سے فعل بنتے ہیں۔

١٢

ماتھیران کی سیر

آج ہم تمھیں ایک نئی دنیا کی سیر کراتے ہیں۔ یہ دنیا ہے ماتھیران کی ہری بھری اورخوبصورت وادی۔ ماتھیران مہاراشٹر میں سہیادری پہاڑی سلسلے میں بسا ہوا خوب صورت اور دِل کش صحت افزا مقام ہے۔ یہ ضلع رائے گڑھ کے تعلقہ کرجت سے قریب پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں پرسکون ماحول اور قدرتی نظارے سیّاحوں کا دل موہ لیتے ہیں۔

١٨٥٠ء تک ماتھیران سے کوئی واقف نہ تھا۔ضلع تھانہ کے ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا۔ اس کے بعدلوگ یہاں آنے لگے اور دھیرے دھیرے یہ مقام آباد ہوتا گیا۔ اب تو یہاں کئی ہوٹلیں، بے شمار رہائشی بنگلے اوردکانیں دِکھائی دیتی ہیں۔ ماتھیران سمندر کی سطح سے ٢٣٣٦فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ آپ سوچیں گے، اتنی بلندی پر کیسے جائیں؟ تو اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ نیرل ریلوے اسٹیشن پر آپ کو نیلے رنگ کی چھوٹی سی ریل گاڑی دِکھائی دے گی جسے دیکھتے ہی اُس میں بیٹھنے کے لیے آپ کا دل مچل اُٹھے گا۔ بس یہی ریل چھک چھک کرتی، سیٹی بجاتی، دھواں اُڑاتی، گھماؤدار راستے پر دھیمی رفتار سے دوڑتی ہوئی آپ کو ماتھیران پہنچا دے گی۔

اس چھوٹی سی ریل گاڑی سے سفر کرنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اسے منی ٹرین کہتے ہیں۔ جانتے ہو یہ ٹرین

کس نے شروع کروائی تھی؟ ۱۹۰۷ء میں ممبئی کے ایک مشہور تاجر سر آدم جی پیر بھائی نے اپنے خرچ سے یہ ٹرین شروع کروائی تھی۔ اس ٹرین کے ذریعے ہم تقریباً ۲۱ کلو میٹر کا پیچ دار راستہ طے کرتے ہیں۔ چار اسٹیشنوں سے گزرتی ہوئی یہ ٹرین ہمیں دو گھنٹے کے سفر کے بعد ماتھیران پہنچاتی ہے۔ بارش کے موسم میں یہ ٹرین بند کردی جاتی ہے۔ ریل کے علاوہ یہاں موٹر گاڑیوں اور دوسری سواریوں کے لیے بھی راستے ہیں۔ سواریوں سے آلودگی ہوتی ہے اس لیے ان سواریوں کو ایک خاص جگہ سے آگے جانے کی اجازت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماتھیران کی ہوا صاف ستھری اور صحت بخش ہے۔

ماتھیران میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے اور اس ہریالی میں لال مٹی کے راستے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان راستوں پر سیّاح، پیدل یا ہاتھ رِکشا پر آتے جاتے دِکھائی دیتے ہیں۔ بعض سیّاح گھڑ سواری کا لُطف بھی اُٹھاتے ہیں۔ گھنے درختوں کے سایوں سے گِھرے ان راستوں پر چلتے ہوئے ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی دوسری دنیا میں آ گئے ہوں۔ نہ شور نہ ہنگامہ، بس خاموشی ہی خاموشی۔ یہ خاموشی اور سنّاٹا کبھی کسی پرندے کے بولنے، بندروں کی چیخ پکار یا گھڑ سواروں کے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ماتھیران قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ یہاں مختلف قسم کے درخت، جڑی بوٹیاں، جنگلی جانور اور خوش رنگ پرندے پائے جاتے ہیں۔ یہاں دیکھنے کے قابل ۳۳ مقامات ہیں۔ ہر مقام کو 'پوائنٹ' کہا جاتا ہے۔ ہر پوائنٹ سے قدرت کا خوب صورت نظارہ ایک الگ انداز میں دِکھائی دیتا ہے۔ ان میں بچوں کو خاص طور پر منکی پوائنٹ اور ایکو پوائنٹ پر بڑا مزہ آتا ہے۔ منکی پوائنٹ پر بے شمار بندر پائے جاتے ہیں۔ ان کی دھما چوکڑی، اودھم اور شرارتوں سے بچّے بہت لطف اُٹھاتے ہیں۔ ایکو پوائنٹ پر تو ہر کوئی پاگل سا ہو جاتا ہے۔ کیا چھوٹا، کیا بڑا، ہر کوئی زور زور سے ایک دوسرے کو پکارتا ہے اور اپنی ہی آواز کی گونج سن کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل یہ آوازیں چاروں طرف سے گھری ہوئی پہاڑیوں سے ٹکرا کر لوٹ آتی ہیں اور ہمیں اُن کی گونج سنائی دیتی ہے۔ سچ پوچھو تو بڑا مزہ آتا ہے۔ یہاں دو بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔ شام کے وقت یہاں سیاحوں کی بہت بھیڑ ہوتی ہے۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر جھیل کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں۔

ماتھیران کی چِکّی بہت مشہور ہے۔ یہاں خالص شہد بھی ملتا ہے۔ دستکاری کی خوب صورت چیزیں بھی ملتی ہیں۔ سیّاح ان چیزوں کو یادگار کے طور پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

(ماخوذ)

دِل موہ لینا	-	دل کو پسند آنا
مِنی ٹرین	-	چھوٹی ریل
آلودگی	-	ہوا پانی کا گندہ ہوجانا، آواز کی بھی آلودگی ہوتی ہے۔
صحت بخش	-	صحت دینے والی
خوش رنگ	-	اچھے رنگ والا
دھما چوکڑی	-	اُچھل کوُد
اوُدھم	-	اُچھل کوُد
چِکّی	-	ایک قسم کی مٹھائی

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ ماتھیران کہاں بسا ہوا ہے؟

۲۔ منی ٹرین کس نے شروع کروائی؟

۳۔ یہ ٹرین کس موسم میں بند کی جاتی ہے؟

۴۔ ماتھیران کی ہوا کیسی ہے؟

۵۔ ماتھیران کی کون سی چیز مشہور ہے؟

❁ سبق میں سے وہ جملے لکھیے جن میں ذیل کے الفاظ آئے ہیں :

۱۔ مالا مال ۲۔ آواز کی گونج

۳۔ سیاح ۴۔ یادگار

✳ جملوں میں استعمال کیجیے :

۱۔ دل موہ لینا ۲۔ مچل اُٹھنا

✳ یہ الفاظ پڑھیے :

خوب صوُرت - دل کش گھماؤدار - پیچ دار

شورغل - چیخ پکار دھما چوکڑی - اوُدھم

ان لفظوں میں ہر جوڑی کے معنی ایک جیسے ہیں۔

اپنی کتاب سے ایسے ایک جیسے معنی والے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

* آپ نے ماتھیران کے سفر کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے، اُسے پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔

* سرگرمی :

اپنے استاد کی مدد سے پانچ صحت افزا مقامات کے نام لکھیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

زمانہ :

کسی کام کے وقت کو زمانہ کہتے ہیں۔اس کی تین قسمیں ہیں :

(۱) کسی کام کے گزرے ہوئے وقت کو **'زمانۂ ماضی'** کہتے ہیں

مثلاً ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا تھا۔

(۲) کوئی کام موجودہ وقت میں ہو تو اس وقت کو **'زمانۂ حال'** کہتے ہیں

مثلاً ہمیں ان کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

(۳) آئندہ وقت میں ہونے والے کام کے وقت کو **'زمانۂ مستقبل'** کہتے ہیں

مثلاً یہی ٹرین آپ کو ماتھیران پہنچا دے گی۔

❖ مندرجہ ذیل جملوں کے سامنے ان کا زمانہ لکھیے :

۱) عرب کا مشہور شہر خیبر اُن کا وطن تھا۔

۲) سواریوں سے آلودگی ہوتی ہے۔

۳) میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلونے لا دوں گی۔

۴) کبوتر کو امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

۵) پرندوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔

۶) یہ میرے ساتھ کھیلے گا۔

۷) مگر پوری تھی بڑی چالاک۔

۸) پرندے بہت اونچائی تک اُڑ سکتے ہیں۔

۹) پوری کڑھائی سے نکل بھاگی۔

قلم اور کتاب

ہدایت: اُستاد پہلے نظم کو ترنّم یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سنیں۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسری مرتبہ استاد اور طلبہ ساتھ ساتھ مل کر حرکات و سکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

اک دِن اک پیارا سا بچّہ
لے کے کھلونے ، کھیل رہا تھا
ایک کھلونا چابی والا
چابی بھرتے ہی یوں بولا
”مجھ سے پیار بہت ہے تم کو
اب پڑھنا لکھنا بھی سیکھو“
ایک کتاب نے بھی منہ کھولا
جلدی سے پھر قلم بھی بولا
”رنگ برنگی دُنیا اپنی
کر کے دیکھو سیر تم اس کی
چاہے گھوڑا ہو یا ہاتھی
ہم سے اچھا کون ہے ساتھی
ہم سے روٗٹھ گیا جو بچّہ
اس کو پڑتا ہے پچھتانا“
بچّہ تھا وہ سچ مچ اچھّا
قلم کتاب اُٹھا کر بولا
”تم دونوں سے پیار کروں گا
خوب پڑھوں گا ، خوب لکھوں گا“

(ضمیؔر درویش)

بانٹ کر کھانے کا مزہ

ہدایت: بہتر ہوگا کہ استاد اس کہانی کو یاد کرلے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاؤ، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھے۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج اسکول کی چھٹّی تھی۔ نازو اپنی امّی کے کاموں میں اُن کی مدد کر رہی تھی۔ گھر کا کام ختم ہونے پر امّی نے کہا، ''نازو! میں کپڑے دھونے ندی پر جا رہی ہوں۔ تم گھر ہی پر رہنا۔''

نازو بولی، ''جی امّی!''

امّی میلے کپڑوں کی گٹھری لیے ندی کی طرف روانہ ہوگئیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ نازو نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے آسیہ خالہ کھڑی تھیں۔ اُن کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پپیتا تھا۔ آسیہ خالہ نازو کو پپیتا دیتی ہوئی بولیں، ''نازو! یہ ہمارے پیڑ کا پپیتا ہے۔ تمھارے لیے.....''

نازو نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور پپیتا لے لیا۔ پیلا پیلا پپیتا دیکھ کر اُس کے منہ میں پانی بھر آیا مگر اُسے اپنی امّی کا خیال آ گیا۔ اُس نے سوچا جب امّی آ جائیں گی تو وہ اُن کے ساتھ مل کر پپیتا کھائے گی۔

دوپہر میں امّی آئیں۔ نازو نے امّی کو بتایا کہ آسیہ خالہ نے پپیتا دیا ہے۔ امّی نے کہا، ''ٹھیک ہے، شام کو تمھارا بھائی عارف اور تمھارے ابّو آئیں گے تو سب مل کر پپیتا کھائیں گے۔''

نازو اچھی بچّی تھی۔ امّی کی بات مان گئی۔

شام کو عارف اور ابّو آ گئے۔ نازو دوڑ کر پپیتا لے آئی اور ابّو کے سامنے رکھ دیا۔ امّی نے بتایا کہ یہ پپیتا آسیہ خالہ نے دیا ہے۔ یہ اُن کے پیڑ کا پہلا پھل ہے۔

ابّو نے چھری منگائی اور پپیتا کاٹا۔ امّی نے پپیتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے اور اُنھیں پیالیوں میں رکھ کر نازو، عارف اور ابّو کو دیا۔ ایک پیالی امّی نے بھی لی۔

چاروں آنگن میں آ بیٹھے اور مزے سے پپیتا کھانے لگے۔

سچ ہے، بانٹ کر کھانے میں بڑا مزہ آتا ہے۔

(ادارہ)

ماجھی

اپنی ناؤ بڑھالے ماجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو ، اپنی ناؤ چڑھالے

تو دریا کا راجا ماجھی ، راج ترا دریا پر
تو ہمت کا ہے متوالا دل میں ترے کیسا ڈر

خطروں نے پالا ہے تجھ کو ، خطروں سے کیا ڈرنا
تو نے کب سیکھا ہے ماجھی ٹھنڈی آہیں بھرنا

ہیّا ہیّا بول کے تیرے ساتھی بڑھتے جائیں
تو بھی آگے بڑھ جا ماجھی ، وہ بھی بڑھتے جائیں

موجوں کی کیا ہمّت ، تیری ہمّت سے ٹکرائیں
سَن سَن چلتی تیز ہوائیں تجھ کو کیا دھمکائیں

اپنی ناؤ بڑھالے ماجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو اپنی ناؤ چڑھالے

(ماخوذ)

پہلے کام پھر آرام

کسی گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ وہ صبح صبح اپنے کھیت میں کام کے لیے جاتا اور شام کو لوٹ آتا۔ ایک مرتبہ وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا کہ اُسے ایک ہیرا ملا۔ ہیرا پا کر کسان بہت خوش ہوا۔ وہ سوچنے لگا،'اس کو بیچ کر خوب روپیہ کماؤں گا اور شہر میں جا کر رہوں گا۔ اپنے بچّوں کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بناؤں گا۔'

کسان سیدھا جوہری کے پاس گیا۔ جوہری نے جب ہیرا دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس نے کسان سے پوچھا،''تمھیں یہ ہیرا کہاں سے ملا؟'' کسان نے اُسے پوری کہانی سنا دی۔ جوہری نے پوری کہانی سننے کے بعد کہا،''میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں یہ ہیرا خرید سکوں۔ تم یہ ہیرا لے کر بادشاہ سلامت کے پاس جاؤ۔'' کسان وہاں سے بادشاہ سلامت کے دربار میں پہنچا۔ اس نے بادشاہ کو ساری حقیقت بتائی اور ہیرا بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ ہیرا دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا کیونکہ اُس کے خزانے میں بھی اتنا قیمتی ہیرا نہیں تھا۔ کچھ دیر بادشاہ سوچتا رہا اور بولا،''میرے خزانے میں قیمتی موتی اور اشرفیاں ہیں۔ میں تمھیں ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ تم وہاں جا کر جو لینا چاہو لے لو۔'' کسان نے کہا،''جیسا بادشاہ حکم دیں۔'' بادشاہ نے اپنے نوکر سے کہا،''اسے خزانے والے کمرے میں پہنچا دو اور ایک گھنٹے بعد باہر نکال دینا۔''

نوکر کسان کو خزانے کے کمرے میں لے گیا۔ کسان اتنا بڑا خزانہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہاں ایک آرام دہ مخملی بستر بچھا ہوا تھا۔ کسان نے سوچا،'ابھی بہت وقت ہے، پہلے تھوڑا آرام کرلوں پھر جو چاہوں گا، لے لوں گا۔' چنانچہ وہ بستر پر لیٹا اور اسے نیند آ گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد بادشاہ کا نوکر وہاں آیا اور اُسے جگا کر کہا،''اُٹھو، ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ اب باہر نکلو۔'' کسان نے کہا، ''ابھی تو میں نے یہاں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ میں باہر نہیں جاؤں گا۔'' مگر نوکر نے کھینچ کر اُسے خزانے کے کمرے سے باہر نکال دیا۔ کسان روتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا اور ساری بات کہہ سنائی۔ بادشاہ نے کہا،''بے وقوف! میں نے تمھیں ایک گھنٹہ دیا تھا، وہ تم نے سو کر گزار دیا۔ وقت کی قدر نہیں کی۔ جاؤ! اب دوبارہ کھیت میں کام کرو۔ یہی تمھارا نصیب ہے۔'' یہ سن کر کسان بہت رویا۔ اُس کے سارے خواب ٹوٹ گئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر بادشاہ کو اس پر ترس آ گیا۔ اُس نے کسان کو ڈھیر ساری اشرفیاں دیں اور کہا،''وقت کی قدر کرنا سیکھو۔''

کسان بادشاہ کی رحم دلی پر بہت خوش ہوا۔ وہاں سے وہ اس ارادے کے ساتھ رخصت ہوا کہ اب ہمیشہ پہلے کام کروں گا پھر آرام۔

(ادارہ)

۱۳

ایک گھوڑا اور اس کا سایہ

ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
اپنے سایے سے بِدکتا بار بار
اس سے مالک نے خفا ہوکر کہا
”سُن تو احمق ! جس سے تو ہے ڈر رہا
جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
کچھ درندہ ہے ، نہ چوپایہ ہے وہ
جسم رکھتا ہے ، نہ اس کے جان ہے
تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے“
یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
”سچ کہا یہ آپ نے لیکن جناب
آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں
اَن ہوئی باتوں کا ہے جس کو یقیں
بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے
سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
کیا عجب ہے جو ہُوا مجھ پر اثر
اپنے دُکھ کا کیجیے اوّل علاج
دوسروں کا پوچھیے پیچھے مزاج“

(ماخوذ)

عیب دار - خرابی والا
بِدکنا - ڈرنا

اَن ہوئی - جو نہ ہوئی ہو

وہمی - وہم کرنے والا یہاں مراد ڈرنے والا

مزاج پوچھنا - حالت پوچھنا

مشق

◈ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ گھوڑے میں کیا عیب تھا؟

۲۔ آدمی نے گھوڑے کو ڈرپوک اور نادان کیوں کہا؟

۳۔ گھوڑے نے آدمی کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا؟

۴۔ آدمی کو کن باتوں پر یقین آجاتا ہے؟

◈ مختصر جواب لکھیے :

۱۔ مالک اپنے گھوڑے سے کیوں خفا ہوا؟

۲۔ گھوڑے نے مالک کو کیا جواب دیا؟

◆ اس نظم میں گھوڑا کہتا ہے کہ آدمی بڑا وہمی ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر بلّی راستہ کاٹ جاتی ہے تو کچھ لوگ اس راستے سے نہیں گزرتے۔ کسی کام کے لیے گھر سے نکلتے وقت چھینک آجائے تو اسے بھی لوگ برا سمجھتے ہیں۔ ایسی باتیں **وہم** کہلاتی ہیں۔

۱۴

حکیم اجمل خان

دہلی میں ایک بڑے نامی حکیم تھے۔ ہندو، مسلمان سب اُن کی عزّت کرتے تھے۔اُن کا نام اجمل خان تھا۔

حکیم صاحب ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۵۹ سال کی عمر میں اچانک دِل کی حرکت بند ہوجانے سے ۱۹۲۷ء میں اِس دنیا سے اُٹھ گئے۔ اگر آپ کو حکیم صاحب کا تھوڑا سا بھی حال بتایا جائے تو پوری کتاب بن جائے گی اس لیے ان کے بارے میں صرف دو چار باتیں آپ کو بتاتے ہیں۔

ایک زمانہ تک لوگ حکیم صاحب کو صرف ایک اچھا حکیم مانتے تھے۔ اُن کے مقابلے کا ہندوستان میں کوئی حکیم نہ تھا۔ نوابوں، راجاؤں سے ماہانہ ہزاروں کی رقمیں بندھی ہوئی تھیں۔ ان کے دہلی سے باہر جانے کی روزانہ ایک ہزار روپے فیس مقرّر تھی۔ آپ سمجھتے ہوں گے کہ اتنا بڑا طبیب صرف امیروں ہی کا علاج کرتا ہوگا۔ غریبوں کو اُس سے کیا فائدہ پہنچتا ہوگا؟ لیکن ایسی بات نہیں ہے۔ حکیم صاحب جو کچھ کماتے اپنے عزیزوں اور غریبوں کی مدد اور قومی کاموں میں خرچ کر دیتے۔ دہلی میں یا اس کے آس پاس کسی غریب کے گھر جاتے تو علاج کا ایک پیسہ نہ لیتے۔ اسی وجہ سے وہ بڑا طبیب جو راجاؤں اور نوابوں کے محلوں میں ہزاروں پر جاتا، اکثر ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں بھی خدمت کرتا نظر آتا تھا۔ اس کے پاس سے بے شمار غریبوں کو دوائیں مفت ملتی تھیں۔

جاڑا، گرمی، برسات ہر موسم میں صبح ٹھیک چھے بجے حکیم صاحب گھر سے نکل آتے اور بہت سے مریضوں کو دیکھتے۔ کبھی کبھی ان کی غیر ضروری باتیں بھی سنتے مگر پیشانی پر بل نہ لاتے۔ اُن کے اس عام دربار میں چھوٹے بڑے کا فرق نہ تھا۔ امیر ہو کہ غریب، سب کو باری باری دیکھتے۔

حکیم صاحب بڑی سوجھ بوجھ والے آدمی تھے۔ انھوں نے ملک کی سیاست میں بھی عملی حصّہ لیا۔ وہ شروع ہی سے چوٹی کے لیڈروں میں گنے جانے لگے تھے۔ سیاسی کاموں کے ساتھ حکیم صاحب سماجی کاموں میں بھی خوب حصّہ لیتے تھے۔ عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے حامی تھے۔ وہ ہمیشہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتّفاق کے لیے کوشش کرتے

رہے۔ ۱۹۱۹ء میں 'جلیاں والا باغ' کے مقام پر انگریزوں نے بہت سے ہندوستانیوں کو قتل کر دیا تھا۔ حکیم اجمل خان نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس قتلِ عام کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ حکیم صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تھے۔ انھیں انڈین نیشنل کانگریس کا بھی صدر بنایا گیا تھا۔ وہ سوچ سمجھ کر سیاست کے میدان میں آئے تھے۔ اس لیے اُنھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا اور آخر دم تک ملک کو آزاد کرانے کے لیے سیاست کے میدان میں جمے رہے۔

حکیم صاحب لوگوں کی خدمت ہی کو سب سے بڑا کام سمجھتے تھے اور خدمت کے موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ اس مرض میں خاندان کے خاندان صاف ہو گئے۔ گھر گھر ماتم تھا۔ کوئی کسی کی خبر لینے والا نہ تھا۔ دہلی پر ایسی آفت آئی کہ اچھے اچھوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ ایسے نازک وقت میں بھی حکیم صاحب لاریوں میں دوائیاں بانٹتے پھرتے تھے۔ اُن کو اپنی جان کی کچھ پروا نہ تھی۔

انھوں نے دہلی کا یونانی اور آیورویدک طبّی کالج قائم کیا اور اسے خوب ترقی دی۔ اس کالج کو اپنا دواخانہ بھی دے ڈالا، جس کا سالانہ منافع لاکھوں روپے تھا۔ مسلمانوں کی جدید تعلیم کے لیے علی گڑھ میں جامعہ ملّیہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ بعد میں یہ ادارہ دہلی منتقل کر دیا گیا۔ حکیم صاحب اس کے پہلے وائس چیئرمین مقرّر کیے گئے۔ آخری زمانے میں وہ اپنا زیادہ وقت جامعہ ملّیہ کے کاموں میں لگاتے تھے۔ اس سے اُن کو بہت سی اُمیدیں تھیں۔ آگے چل کر ان کی اُمیدیں پوری ہوئیں اور آج جامعہ ملّیہ اسلامیہ مسلمانوں کا ایک بڑا ادارہ بن گیا ہے۔

ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ آج حکیم صاحب نہیں ہیں لیکن ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے۔

(ادارہ)

نامی	-	مشہور
دنیا سے اُٹھ جانا	-	انتقال ہو جانا
طبیب	-	حکیم
عزیز	-	دوست
محلوں میں ہزاروں پر جانا	-	امیروں کے علاج پر ہزاروں روپے لینا
وبائی مرض	-	ایسی بیماری جو ایک ساتھ بہت سے لوگوں کو ہو جاتی ہے
آفت	-	مصیبت
اوسان خطا ہونا	-	گھبرا جانا
پیشانی پر بل نہ لانا	-	برا نہ ماننا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ اجمل خان کس وجہ سے مشہور تھے؟

۲۔ حکیم اجمل خان راجاؤں اور نوابوں سے کتنی فیس لیتے تھے؟

۳۔ حکیم صاحب جو کچھ کماتے وہ کہاں خرچ کرتے تھے؟

۴۔ حکیم صاحب اپنا زیادہ وقت کن کاموں میں لگاتے تھے؟

❁ **سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :**

۱۔ دہلی میں ایک بڑے .... حکیم تھے۔

۲۔ انھوں نے ملک کی سیاست میں بھی .... حصّہ لیا۔

۳۔ عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے .... تھے۔

۴۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی .... مرض پھیلا۔

سرگرمی : حکیم اجمل خان کی خوبیاں پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔

غور کیجیے : حکیم اجمل خان امیروں سے زیادہ فیس کیوں لیتے تھے اور غریبوں کا علاج مفت کیوں کرتے تھے؟

آیئے زبان سیکھیں!

متعلقِ فعل :

جن لفظوں سے فعل یعنی کام کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے انھیں **'متعلقِ فعل'** کہتے ہیں۔

مثلاً حکیم صاحب کا تھوڑا سا حال بھی سنو۔

انھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا۔

بارش شدت سے ہو رہی تھی۔

خط کشیدہ الفاظ ''تھوڑا سا، بے جگری سے، شدت سے'' **متعلقِ فعل** کہلاتے ہیں جن سے سننے، کام لینے اور ہونے جیسے کاموں کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔

❖ **مندرجہ ذیل جملوں میں متعلقِ فعل تلاش کیجیے:**

۱۔ سردار نے ان کی باتیں غور سے سنیں۔

۲۔ وہ دونوں درخت کے سایے میں آرام سے بیٹھ گئے۔

۳۔ دونوں دوست پیدل ہی چل پڑے۔

۴۔ بچّے تیز دوڑ رہے ہیں۔

۱۵

ذرا آسماں کا سماں دیکھیے

ذرا آسماں کا سماں دیکھیے
ستاروں کا جُھرمٹ عیاں دیکھیے

ہزاروں ستارے ہیں بِکھرے ہوئے
ہیں موتی کی مانند نِکھرے ہوئے

نہ جانے فلک پر ہیں روشن چراغ
کہ آراستہ ہے یہ پھولوں کا باغ

چمکتے ہیں یہ ، جِھلملاتے ہیں یہ
ہمیں دیکھ کر مُسکراتے ہیں یہ

ستارے یہ سوتے نہیں رات بھر
یہ پل بھر کو ہوتے نہیں بے خبر

سہانا سماں مجھ کو بھاتا ہے یہ
انھیں دیکھ کر دِل میں آتا ہے یہ

کسی دن بڑا جب مَیں ہوجاؤں گا
تو مَیں بھی چمک اپنی دِکھلاؤں گا
(ماخوذ)

سماں	-	منظر
عیاں	-	ظاہر
فلک	-	آسمان
آراستہ	-	سجا ہوا
سہانا	-	اچھا، پیارا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

ا۔ شاعر کون سا منظر دیکھنے کے لیے کہہ رہا ہے؟
۲۔ تارے کیسے نظر آ رہے ہیں؟
۳۔ ستاروں کو چمکتا دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا خیال آتا ہے؟
۴۔ شاعر نے ستاروں کی مسکراہٹ کسے کہا ہے؟

سرگرمی :

اس نظم میں رات کے اندھیرے میں چمکتے ستاروں کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۱۶

3G79TF

دیگچی میں سر

کردار :-

نصیبُن	:	گوٹا بُن کر پیٹ پالنے والی ایک بیوہ عورت
امّاں	:	نصیبُن کی امّاں ایک بوڑھی عورت
ٹمّا	:	نصیبُن کا آٹھ نو برس کا بیٹا۔ ایک بے ڈھنگا اور بدسلیقہ لڑکا
منشی جی	:	ایک پڑوسی
چند پڑوسنیں		

منظر

(صبح دس بجے کا وقت ہے۔ نصیبُن آٹا گوندھنے کے لیے پانی لینے جارہی ہے۔ ایک لڑکا دروازے سے روتا ہوا اندر چلا آرہا ہے۔ اُس کا سر ایک دیگچی میں ہے جو گردن تک آکر پھنس گئی ہے اس لیے اس کا چہرہ دِکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اندر کوٹھری میں نصیبُن کی ماں بیٹھی ہوئی کوئی کام کررہی ہے۔ رونے کی آواز سن کر نصیبُن پانی کا برتن چھوڑ کر دروازے کی طرف جھپٹتی ہے)

نصیبُن : (دانت پیستی ہوئی) اِس لڑکے نے تو ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ ارے، یہ دیگچی میں سر کیوں ٹھونس دیا ہے؟

(لڑکا کچھ کہتا نہیں ہے۔ بس روئے چلا جاتا ہے، اؤں ...... اؤں ...... اؤں !

نصیبُن اس کے سر سے دیگچی نکالنے کی بہت کوشش کرتی ہے۔ مگر دیگچی ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ لڑکے کے رونے کی آواز اور تیز ہوجاتی ہے)

نصیبُن : (گھبرا کر اپنی ماں کو آواز دیتی ہے) امّاں ..... اری او امّاں، ذرا دیکھ تو سہی، ٹمّا نے کیا کرلیا ہے۔

امّاں : (اندر کوٹھری میں سے) اری کیا ہوا؟ ... کیوں شور مچا رہی ہے؟.... آخر ہوا کیا ہے جو سارا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے؟

نصیبُن : (رونی آواز میں) بچّے کا سر دیگچی میں پھنس گیا ہے امّاں ......

امّاں : (وہیں سے) اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟

نصیبُن : (رونی آواز میں) امّاں نکالنے کی کوشش تو بہت کی، مگر کم بخت نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہائے میرا ٹِمّا، میرا لال!

(دیگچی کے اندر سے رونے کی آواز مسلسل آ رہی ہے، اؤں...... اؤں...... اؤں)

نصیبُن : (سینے پر ہاتھ مارتی ہوئی) ہائے میرے اللہ! اب کیا ہوگا؟ اب میں اپنے ٹِمّا کا منہ کیسے دیکھوں گی۔

(اتنے میں نصیبُن کی امّاں کوٹھری سے باہر نکل آتی ہے)

امّاں : اب بس بھی کر یہ رونا دھونا، پہلے اُس کے سر سے دیگچی نکالنے کی سوچ۔ جا، ایک لکڑی لے آ۔

(نصیبُن ایک لکڑی لے کر آتی ہے۔ بوڑھی امّاں نصیبُن سے لکڑی لے کر دیگچی میں ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ لکڑی شاید لڑکے کی ناک سے جا لگتی ہے اور وہ زیادہ زور و شور کے ساتھ رونے لگتا ہے۔ لکڑی پھینک کر دونوں دیگچی کو کھینچنے اور اوپر اُٹھانے کی کوشش کرتی ہیں مگر اندر کی آواز اور بڑھتی چلی جاتی ہے، اؤں...... اؤں...... اؤں)

نصیبُن : (بے تاب ہوکر) ہائے میرا ٹِمّا، ہائے میرا ٹِمّا!

امّاں : (رونی آواز میں) میرے لال، میرے بچّے!

(رونے کی آواز سن کر آس پاس کی کچھ پڑوسنیں جمع ہو جاتی ہیں اور اپنی اپنی رائے دینے لگتی ہیں)

پہلی پڑوسن : بچے نے صبح سے کچھ کھایا نہیں۔ بے چارہ بھوکا ہوگا۔ اسے ایک کیلا کھلا دو۔ میں ابھی لاتی ہوں۔

دوسری پڑوسن: اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔

امّاں : میں تو کہہ رہی ہوں کہ اسے پیاس لگی ہے، پر میری سنتا کون ہے؟

نصیبُن : لیکن امّاں! اُلٹی دیگچی میں پانی کیسے ٹھہرے گا؟

پہلی پڑوسن : لو، یہ کیا مشکل ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے ٹانگیں پکڑ کر اُلٹا کر دو۔ پھر دیگچی میں پانی ڈالو۔ خود ہی پی لے گا۔

دوسری پڑوسن: ہٹو بھی! مجھے ایک ڈنڈا دو۔ میں ابھی دیگچی کو توڑے دیتی ہوں۔

تیسری پڑوسن: اور جو سر میں چوٹ آ گئی تو؟

(دیگچی کے اندر سے مسلسل رونے کی آواز، اؤں...... اؤں...... اؤں)

(اتنے میں پڑوس کے منشی جی آتے ہیں)

منشی جی : کیا بات ہے؟ یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے؟

امّاں : بھیا تماشا کیسا؟ میرے ٹُمّا کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ دیکھو نا، اس نے دیگچی میں سر پھنسا لیا ہے۔ اُسے بچائیں تو کیسے بچائیں؟

منشی جی : (مسکرا کر) گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیگچی نکالے دیتا ہوں۔

امّاں : اللہ تمھارا بھلا کرے۔ مگر بھیّا، یہ خیال رکھنا کہ دیگچی ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ پورے پندرہ روپے کی ہے۔

نصیبن : (غصّے سے) امّاں تم بھی نا، تمھیں دیگچی کی پڑی ہے۔ کیا دیگچی میرے ٹُمّا کی جان سے زیادہ ہے؟

منشی جی : (مسکرا کر) بھئی! آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ آپ کی دیگچی بھی رہے گی اور ٹُمّا کو بھی کچھ نہیں ہوگا۔

(منشی جی سر میں پھنسی ہوئی دیگچی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو چار منٹ کی کوشش سے دیگچی نکل جاتی ہے)

سب کے سب : (حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے) ہائیں یہ تو......!

نصیبن : ارے توبہ! یہ ٹُمّا تھوڑا ہی ہے۔ نہ جانے مُوا کس کا ہے؟

امّاں : اے ہاں، سچ مچ یہ تو کوئی اور ہی لڑکا ہے۔ اری نصیبن، یہ دیگچی بھی تو ہماری نہیں۔ کیا عقل پر پتھّر پڑ گئے تھے؟

منشی جی : (حیرت سے) کیا یہ ٹمّا نہیں ہے؟ تو پھر یہ ہے کون؟ (دیگچی نکلتے ہی لڑکا بھاگ جاتا ہے)

ٹمّا : (بھیڑ میں سے جھانکتے ہوئے) میں تو یہاں ہوں امّاں۔ (سب آواز کی طرف دیکھتے ہیں۔ تب ٹمّا اپنا سر کھجاتے ہوئے آگے آتا ہے)

سب ایک ساتھ: ہائیں .... !

(نصیبن جھپٹ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے)

(حامد اللہ افسر)

پردہ گرتا ہے۔

گوٹا	–	چاندی یا سونے کے تاروں کی لیس
دانت پیسنا	–	بہت غصّہ دِکھانا
ناک میں دم کرنا	–	پریشان کر دینا
ٹس سے مس نہ ہونا	–	اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا
گھر سر پر اُٹھانا	–	بہت شور کرنا
زور و شور کے ساتھ رونا	–	اونچی آواز میں رونا
عقل پر پتّھر پڑنا	–	عقل جاتی رہنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ نصیبن کون تھی؟
۲۔ ٹمّا کیسا لڑکا تھا؟
۳۔ ڈنڈے سے دیگچی توڑنے میں کیا خطرہ تھا؟
۴۔ بچّے کے سر سے دیگچی کس نے نکالی؟
۵۔ دیگچی نکل جانے کے بعد سب کو حیرت کیوں ہوئی؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ پہلی پڑوسن نے کیا مشورہ دیا؟
۲۔ ٹمّا کو پانی پلانے کی کیا ترکیب بتائی گئی؟

۳۔ لڑکے کے سر میں پھنسی دیگچی نکلنے پر بوڑھی اماں نے کیا کہا؟

❁ ذیل کے جملے کس نے کہے:

۱۔ ”اس لڑکے نے تو ناک میں دَم کر رکھا ہے۔“
۲۔ ”اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟“
۳۔ ”اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔“
۴۔ ”گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیگچی نکالے دیتا ہوں۔“
۵۔ ”میں تو یہاں ہوں اماں۔“

❁ ذیل کے محاوروں کو مناسب خالی جگہوں میں استعمال کیجیے:

(ناک میں دم کرنا ، دانت پیسنا ، ٹس سے مس نہ ہونا ، گھر سر پر اُٹھانا)

۱۔ مزدوروں نے اپنی ساری طاقت لگا دی مگر چٹان ....
۲۔ بچّے نے رو رو کر ....
۳۔ مچھّروں نے کاٹ کاٹ کر ....
۴۔ بات بات پر .... کی عادت بری ہے۔

سرگرمی: اس ڈرامے کو اپنی کلاس میں پیش کیجیے۔

آئیے زبان سیکھیں!

مبتدا اور خبر:

جملے کا وہ ابتدائی حصّہ جس کے متعلق جملے میں کوئی بات کہی گئی ہو، اسے ’مبتدا‘ کہتے ہیں مثلاً نصیبُن آٹا گوندھ رہی تھی۔

اس جملے میں ’نصیبُن‘ مبتدا ہے۔

جملے کا وہ حصّہ جو مبتدا کے بارے میں کوئی معلومات دیتا ہو، اس معلومات کو ’خبر‘ کہتے ہیں۔ اوپر کے جملے میں ’آٹا گوندھ رہی تھی‘ خبر ہے۔

❖ اِن جملوں میں مبتدا اور خبر الگ کیجیے۔

۱۔ صبح دس بجے کا وقت تھا۔
۲۔ نصیبُن اپنی ماں کو آواز دیتی ہے۔
۳۔ بچّہ زیادہ زور سے رونے لگتا ہے۔
۴۔ یہ دیگچی بھی تو ہماری نہیں ہے۔

۱۷

ہمارے پڑوسی

بڑے سیدھے سادے ہمارے پڑوسی
خدا سب کو دے ایسے پیارے پڑوسی

کئی سال کی اُن سے ہے آشنائی
کبھی کوئی جھگڑا ، نہ کوئی لڑائی

ہمیں بھی خیال اُن کا رہتا بہت ہے
اور ان کو بھی ہم پر بھروسا بہت ہے

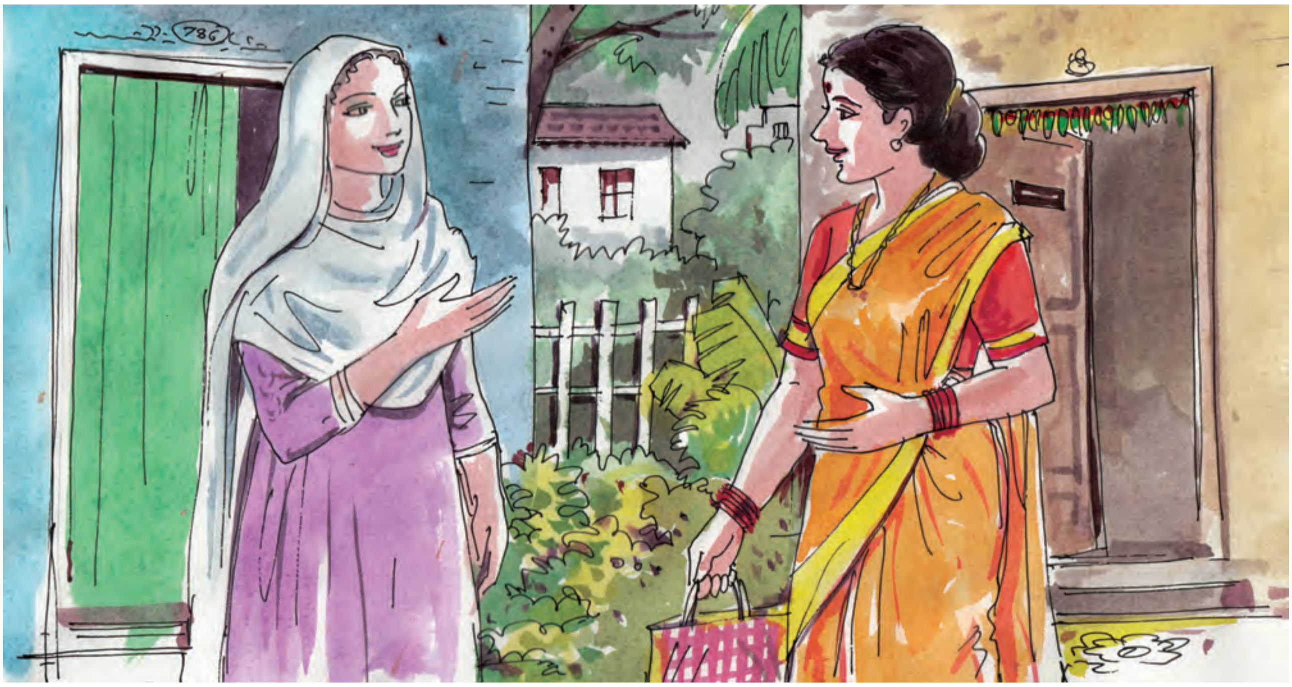

کوئی چیز کم ہو تو وہ ہم سے لے لیں
ضرورت پہ ہر چیز وہ ہم کو دے دیں

جو تہوار آئے تو گھر پر بُلائیں
تواضع کریں اور عزّت بڑھائیں

وہ رکھتے ہیں اپنا کھلا دل ہمیشہ
خوشی اور غم میں ہیں شامل ہمیشہ

کچھ اُن کے ہیں بچّے، کچھ اپنے ہیں بچّے
طریقوں میں بہتر، سلیقوں میں اچھّے

نہ جھگڑیں، نہ روٹھیں، نہ غصّہ دِکھائیں
سب اک ساتھ کھیلیں، ہنسیں، مسکرائیں

ہم اُن کے مددگار اور وہ ہمارے
یہ دکھ سکھ کے رشتے بھی کتنے ہیں پیارے

(ظفر گورکھپوری)

آشنائی - پہچان، دوستی
تواضع - مہمان نوازی
دِل کھلا رکھنا - اچھے ڈھنگ سے ملنا
مددگار - مدد کرنے والا

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ شاعر کے پڑوسی کیسے ہیں؟
۲۔ شاعر اپنے پڑوسیوں کو کب سے جانتا ہے؟
۳۔ پڑوسی ایک دوسرے کے کام کس طرح آتے ہیں؟
۴۔ شاعر نے پڑوسی بچوں کے بارے میں کیا کہا ہے؟
۵۔ شاعر کیسے پڑوسیوں کے لیے دعا کر رہا ہے؟

❁ ضد لکھیے:

خوشی عزّت ہنسنا دُکھ روٹھنا

سرگرمی: اپنے پڑوسی کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۱۸

تیز گام

3GQ1HQ

آج چہارم جماعت کے بچّے سیر کے لیے آئے تھے۔
بستی سے دور ایک پہاڑی کے دامن میں انھوں نے ڈیرا ڈال دیا۔ پاس ہی ایک جھرنا بھی بہتا تھا جو آگے جا کر ایک چھوٹی سی ندی بن جاتا تھا۔ ندی کے دونوں کناروں پر دور تک گھنے درختوں کے جھنڈ تھے۔ بچّے اپنا اپنا ٹفن بھی ساتھ لائے تھے۔ دوپہر میں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر انھوں نے مل بانٹ کر کھانا کھایا۔ پھر پاس کے جھرنے سے پانی پیا اور ٹولیاں بنا کر مختلف کھیل کھیلنے میں مشغول ہو گئے۔ کبڈّی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ۔ ماسٹر صاحب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اُن سب کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ آصف کو کوئی بھی اپنے ساتھ کھیل میں شامل نہیں کر رہا ہے۔ وہ ایک طرف چپ چاپ کھڑا مایوسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔

آصف جماعت میں سب سے دُبلا پتلا لڑکا تھا۔ وہ پڑھائی میں بہت ہوشیار تھا مگر کھیلوں میں اسے دلچسپی نہیں تھی۔ دُبلا پتلا ہونے کی وجہ سے بچّے اکثر اُس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اُن میں حامد سب سے آگے تھا۔ آصف نے ایک بار ماسٹر صاحب سے حامد کی شکایت بھی کی۔ ماسٹر صاحب نے حامد کو سمجھایا کہ کمزوروں کو ستانا نہیں چاہیے۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے وعدہ تو کر لیا کہ آصف کو نہیں ستائے گا مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا۔ جب بھی موقع ملتا وہ آصف کو چھیڑنے سے باز نہ آتا۔ حامد کی طرح دوسرے بچے بھی آصف کو چھیڑنے لگے تھے۔ اسی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے آصف سب بچّوں سے الگ تھلگ رہنے لگا۔ ماسٹر صاحب نے سوچا، ''آخر کیا کِیا جائے کہ آصف بھی دوسرے بچّوں کے ساتھ ہِل مِل کر کھیلنے کودنے لگے اور اس کے ساتھی اُسے چھیڑنے سے باز آ جائیں۔'' بیٹھے بیٹھے اُنھیں ایک ترکیب سوجھی۔ اُنھوں نے بچّوں کو آواز دی۔

''بچّو! تم لوگ کرکٹ، فٹ بال، کبڈّی وغیرہ تو کھیل چکے۔ آؤ آج ایک نیا کھیل کھیلیں۔''

نئے کھیل کے نام پر سب بچّے شور مچاتے ہوئے ماسٹر صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔ انھوں نے کہا، ''دیکھو! وہ سامنے ٹیکری دیکھ رہے ہو؟''

بچّوں نے کہا، ''ہاں... دیکھ رہے ہیں۔''

ماسٹر صاحب بولے، ''اُس ٹیکری کے اوپر ایک بڑا سا پیپل کا درخت بھی نظر آ رہا ہے؟''

بچّے ایک ساتھ بولے، ''جی ہاں..... نظر آ رہا ہے۔''

’’تو سنو! جو بچّہ سب سے پہلے ٹیکری پر چڑھ کر اُس پیپل کے نیچے سے ایک پتّہ اٹھا کر لائے گا وہ ہماری جماعت کا ’تیز گام‘ لڑکا کہلائے گا۔‘‘

ایک بچّے نے پوچھا، ’’تیز گام یعنی کیا؟‘‘

ماسٹر صاحب بولے، ’’تیز گام یعنی تیز چلنے یا تیز دوڑنے والا۔‘‘

یہ سنتے ہی سب بچے جوش میں آ گئے اور فوراً مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔

ماسٹر صاحب نے سب بچّوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور کہا، ’’میں جوں ہی سیٹی بجاؤں، تم لوگ دوڑنا شروع کر دینا۔‘‘

بچّوں نے جلدی جلدی گردن ہلائی۔ ماسٹر صاحب نے دیکھا آصف بھی سب بچّوں کے ساتھ قطار میں دوڑنے کے لیے تیار کھڑا ہے اور بہت خوش ہے۔

ماسٹر صاحب نے سب پر ایک نظر ڈالی اور سیٹی بجا دی، ’’پھُرررر۔‘‘

سیٹی کی آواز کے ساتھ بچّے ٹیکری کی طرف دوڑ پڑے۔ سب تیزی سے ٹیکری پر چڑھ رہے تھے۔ جو بچّے بھاری بدن والے تھے اُن کی تو سانس پھُولنے لگی تھی لیکن دُبلے پتلے بچّے تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ ان میں آصف سب سے آگے تھا۔ حامد تو آدھی ٹیکری چڑھ کر ہی ہانپنے لگ گیا۔

ماسٹر صاحب دلچسپی سے سب کو دیکھ رہے تھے۔ آخر وہی ہوا جو اُنھوں نے سوچا تھا۔ آصف سب سے پہلے ٹیکری پر پہنچ گیا۔ اُس کے ساتھ دو تین بچّے اور بھی تھے مگر آصف اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے ہرن کی طرح چھلانگیں لگاتا

ہوا پیپل کا ایک پتّہ لے کر سب سے پہلے لوٹ آیا۔

باقی بچّے بھی ہانپتے کانپتے واپس آئے۔سب سے آخر میں حامد آیا۔

آصف مقابلہ جیت چکا تھا۔ ماسٹر صاحب نے اس کا ہاتھ اوپر اُٹھا کر اعلان کیا، ''آج سے آصف کو ہم 'تیز گام' کہیں گے۔''

تمام بچّوں نے ''آصف – زندہ باد... تیز گام – زندہ باد!'' کے نعرے لگائے۔آصف کا چہرہ کِھل اُٹھا۔

اُس دن کے بعد سے بچّوں نے آصف کا مذاق اُڑانا چھوڑ دیا۔جلد ہی حامد بھی آصف کا دوست بن گیا۔

(سلام بن رزّاق)

ڈیرا ڈالنا	–	ٹھہرنا
جھرنا	–	چشمہ
باز آنا	–	مراد چھیڑنے سے رُک جانا
سانس پھوٗلنا	–	تھک جانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ بچّوں نے کہاں ڈیرا ڈالا؟

۲۔ ندی کے دونوں کناروں پر کیا تھا؟

۳۔ بچّوں نے کہاں بیٹھ کر کھانا کھایا؟

۴۔ بچے کون کون سے کھیل کھیلنے لگے؟

۵۔ بچے آصف کا مذاق کیوں اُڑاتے تھے؟

۶۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے کیا وعدہ کیا تھا؟

۷۔ آصف کو 'تیز گام' کیوں کہا گیا؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ ندی کے کنارے پہنچ کر بچّوں نے کیا کیا؟

۲۔ آصف الگ تھلگ کیوں رہتا تھا؟

۳۔ ماسٹر صاحب نے مقابلہ کیوں کروایا؟

- لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ چہارم جماعت کے بچّے سیر کے لیے آئے تھے۔

۲۔ بچّے اپنے اپنے بستے بھی ساتھ لائے تھے۔

۳۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے آصف کی شکایت کی۔

۴۔ ''دیکھو، وہ سامنے دریا دیکھ رہے ہو۔''

۵۔ سب بچّے جوش میں آگئے اور فوراً لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

۶۔ سب سے آخر میں حامد آیا۔

- جملوں میں استعمال کیجیے۔

باز آنا ، سانس پھولنا ، ڈیرا ڈالنا

سرگرمی :

آپ نے جس مقابلے میں حصّہ لیا ہے اس کے بارے میں پانچ چھ جملے لکھیے۔

آ ئیے زبان سیکھیں!

ہمزہ کا استعمال :

اُردو حروفِ تہجی میں ہمزہ (ء) بہت سے لفظوں میں الف (ا) کی مخصوص آواز کو ظاہر کرنے والی علامت ہے مثلاً گئے، ہوئے، نئے، سوائے وغیرہ لفظوں میں۔

جیے کو 'جئے' یا 'جیئے' اور لکھیے کو 'لکھئے' یا 'لکھیئے' لکھنا مناسب نہیں۔ ایسے لفظوں میں ہمزہ کی بجائے 'یے' کا استعمال کرنا چاہیے۔ البتہ لائیے، کھائیے، دِکھائیے وغیرہ لفظوں میں ہمزہ اور یے دونوں لکھے جاتے ہیں۔

'ئے'، 'طے'، 'لے' جیسے لفظوں پر ہمزہ نہیں لگانا چاہیے۔

- ایسے پانچ الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن پر ہمزہ لگا ہوا ہو۔

۱۹

دل سے پیارا وطن

3GYHYD

یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن
محبّت کی آنکھوں کا تارا وطن
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ہریالے کھیتوں کی تیّاریاں
وہ پھل پھُول پودے وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہوا میں درختوں کا وہ جھُومنا
وہ پتّوں کا پھُولوں کا منہ چُومنا
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ باغوں میں کویل ، وہ جنگل میں مور
وہ گنگا کی لہریں ، وہ جمنا کا زور
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

اسی سے تو ہے زندگی کی بہار
وطن کی محبّت ہو یا ماں کا پیار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

(برج نرائن چکبست)

آنکھوں کا تارا - بہت پیارا
ہریالے - ہرے بھرے
زندگی کی بہار - زندگی کی خوشیاں

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ شاعر اپنے وطن کو کیا کہہ کر پکار رہا ہے؟
۲۔ ہمارے وطن کے کھیت کیسے ہیں؟
۳۔ ہمارے وطن میں برسات میں کیا ہوتا ہے؟
۴۔ اس نظم میں کون سی دو ندیوں کے نام آئے ہیں؟
۵۔ زندگی کی بہار کس سے ہے؟

ستون 'الف' اور ستون 'ب' کی جوڑیاں لگائیے :

'الف'	'ب'
منہ	پھوار
ساون	چوٗمنا
برسات	گھٹا
ہریالے	درخت
جھوٗمتے	کھیت

سرگرمی :

وطن سے محبّت پر کوئی نظم تلاش کیجیے اور اپنے دوست کو سنائیے۔

صبر کا پھل

نانی امّاں عشاء کی نماز پڑھ کر جوں ہی اپنی چارپائی پر آ کر بیٹھیں بچوں نے اُنھیں گھیر لیا۔ سب ایک ساتھ چلّانے لگے، ''نانی امّاں کہانی، نانی امّاں کہانی۔''

''سناتی ہوں، سناتی ہوں۔ ذرا دَم تو لوں .....اور تم لوگ اس طرح شور مچاؤ گے تو کیسے سناؤں گی؟''

''اچھا.....اچھا.....چِڑی مِڑی چُپ۔'' اسماء نے منہ پر اُنگلی رکھتے ہوئے کہا۔ سب بچّے خاموش ہو گئے۔

نانی امّاں نے کھنکار کر گلا صاف کیا اور پوچھا، ''بتاؤ؟ کون سی کہانی سنو گے؟''

''پریوں کی کہانی۔'' عارف بولا۔

''نہیں جادوگر کی۔'' رشیدہ بولی۔

''نہیں جنگلی جانوروں کی۔'' اسماعیل نے زور دے کر کہا۔

نانی امّاں بولیں، ''بچّو! یہ کہانیاں تو تم ہمیشہ سنتے رہتے ہو۔ آج میں تمھیں ایک ایسے پیغمبر کی سچّی کہانی سناتی ہوں جو بہت صبر والے تھے۔''

تمام بچّے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے اور نانی امّاں نے کہانی سنانا شروع کیا۔

حضرت ایوب علیہ السّلام اللہ کے ایک پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ آپ بہت مال دار اور خوش حال تھے۔ آپ کی کئی اولادیں تھیں۔ دنیا کی ساری نعمتیں آپ کو حاصل تھیں مگر آپ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ آپ خوب دل لگا کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی یہ تھی کہ آپ اچھّے دِنوں میں خدا کا شکر ادا کرتے اور مشکل وقت میں صبر سے کام لیتے۔ کبھی کسی بات کی شکایت نہ کرتے۔

بچّو! اللہ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ حضرت ایوبؑ بھی اللہ کے نیک بندے تھے۔ ایک مرتبہ اللہ نے آپ کو بڑے سخت امتحان میں ڈال دیا۔ اچانک مصیبت کی ایسی آندھی چلی کہ آپ کے ہرے بھرے کھیت اُجڑ گئے۔ کھلیان اناج سے خالی ہوگئے۔ سارے مویشی مر گئے۔ بچّے بیمار پڑ گئے۔ بیمار بھی ایسے کہ ایک ایک کرکے سب گزر گئے۔ مال و دولت ختم ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد آپ بھی سخت بیمار ہوگئے۔ آپ کو کوڑھ کا مرض لاحق ہوگیا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے۔

حضرت ایوبؑ کی یہ حالت دیکھ کر دنیا والوں نے آپ سے منہ موڑ لیا۔ رشتے داروں نے بھی ناتا توڑ لیا۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھا تو وہ آپ کی نیک اور پاکباز بیوی تھیں۔ وہ رات دن آپ کی خدمت اور دیکھ بھال میں لگی رہتیں، ڈھارس بندھاتیں۔ محنت مزدوری کرکے اپنے دُکھیارے شوہر کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کرتیں۔

حضرت ایوبؑ نے مصیبت اور پریشانی کے ان حالات میں بھی خدا کی عبادت ترک نہ کی۔ ہر وقت آپ کی زبان پر خدا کا ذکر ہوتا۔ آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ ہر تکلیف کے بعد راحت ملتی ہے۔ خدا مجھے صبر کا پھل ضرور دے گا۔ آخر خدا کو حضرت ایوبؑ کے حال پر رحم آ ہی گیا۔ آپ کی آزمائش کے دن ختم ہوگئے۔

ایک دن خدا کے حکم سے زمین سے پانی کا چشمہ اُبلنے لگا۔ خدا نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس چشمے کا پانی پیو اور اس سے غسل کرو۔ آپ روزانہ یہ پانی پیتے اور غسل فرماتے۔ خدا کی قدرت سے رفتہ رفتہ آپ کا مرض دور ہوتا گیا۔ ایک دن آپ پوری طرح صحت یاب ہوگئے۔ آپ کے کھیت بھی ہرے بھرے ہوگئے۔ باغوں میں بہار آ گئی۔ دولت واپس مل گئی۔ غم کے بادل چھٹ گئے۔ زندگی میں خوشیاں لوٹ آئیں۔ حضرت ایوبؑ امتحان میں پورے اُترے تھے۔''

کہانی ختم ہونے کے بعد نانی امّاں نے پوچھا، ''بچّو! بتاؤ، تم نے اس کہانی سے کیا سیکھا؟''

اسماء جو عمر میں سب سے بڑی اور سیانی تھی، بولی، ''نانی امّاں! ہم نے سیکھا کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔''

نانی امّاں نے خوش ہو کر کہا، ''شاباش!.....جاؤ اب سب اپنے اپنے بستر پر جا کر سو جاؤ۔ صبح اسکول جانا ہے۔''
بچّوں نے نانی امّاں کو سلام کیا اور سونے کے لیے چلے گئے۔ (شبنم قادری)

دَم لینا	-	رُکنا، ٹھہرنا
غافل	-	بے پروا
امتحان لینا	-	آزمانا
مرض لاحق ہونا	-	بیماری ہو جانا
منہ موڑنا	-	توجہ نہ دینا، بے مروّتی کرنا
ناتا توڑنا	-	رشتہ ختم کرنا، تعلّق نہ رکھنا
ڈھارس بندھانا	-	تسلّی دینا
ترک کرنا	-	چھوڑنا
غم کے بادل چھٹنا	-	غم دور ہونا
سیانی	-	سمجھ دار، ہوشیار

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ عارف کون سی کہانی سننا چاہتا تھا؟
۲۔ رشیدہ نے کون سی کہانی سنانے کی فرمائش کی؟
۳۔ نانی امّاں نے کس کی کہانی سنائی؟
۴۔ حضرت ایوبؑ کو کس بات کا یقین تھا؟
۵۔ حضرت ایوبؑ کی کہانی سے بچّوں نے کیا سبق سیکھا؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ بیماری سے پہلے حضرت ایوبؑ کو کون سی نعمتیں حاصل تھیں؟
۲۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی کیا تھی؟
۳۔ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے کس طرح آپ کی خدمت کی؟

۞ چار پانچ جملوں میں جواب لکھیے :

۱۔ حضرت ایوبؑ پر کون سی مصیبتیں آئیں؟

۲۔ حضرت ایوبؑ کا مرض کس طرح دور ہوا؟

۞ ذیل کے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے :

منہ موڑنا	ترک کرنا	ڈھارس بندھانا
دَم لینا	امتحان میں ڈالنا	

سرگرمی :

اپنے استاد کی مدد سے معلوم کیجیے کہ عیدالاضحیٰ کیوں مناتے ہیں؟

آیئے زبان سیکھیں!

دو چشمی ھ :

اُردو میں ب پ ت ٹ وغیرہ حروف کے ساتھ دو چشمی 'ھ' ملا کر ہندی کی آوازیں ''بھ پھ تھ ٹھ'' بنائی جاتی ہیں۔ 'ھ' اُردو میں کوئی الگ حرف نہیں ہے اس لیے ھندی، ھما، ھوا لکھنے کی بجائے ہندی، ہما، ہوا لکھنا چاہیے۔ بہت سے لفظ جن میں 'ہ' ہوتا ہے ان میں 'ہ' کی بجائے دو چشمی ھ لکھنے سے معنی بدل سکتے ہیں۔ مثلاً پہن-پھن، گہر-گھر، دہن-دھن وغیرہ۔

❖ اس سبق سے ایسے الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن میں دو چشمی ھ کا استعمال ہوا ہے۔

خط

۳۵۲، اسلام پورہ، انصار روڈ،
مالیگاؤں-۴۲۳۲۰۳، ضلع ناشک
تاریخ : ۱۰/جنوری ۲۰۱۴ء

پیاری نجمہ!

السّلامُ علیکم

تمھارا خط مل گیا تھا۔ جواب دینے میں دیر اس لیے ہوئی کہ اُن دنوں ہمارے امتحانات چل رہے تھے۔ اتفاق دیکھو، جوں ہی امتحانات ختم ہوئے ہمارے شہر میں کل ہند کتاب میلہ شروع ہوگیا۔ اس میلے میں ملک بھر سے کتب فروش آئے تھے۔ یہاں مذہبی، علمی اور ادبی ہر قسم کی کتابیں دستیاب تھیں۔ کتابوں کے شوقین بڑے بوڑھے اور بچے سب اپنی اپنی پسند کی کتابیں خریدنے کے لیے ہجوم کر رہے تھے۔ شہر ہی نہیں بلکہ شہر کے اطراف سے بھی لوگ جوق در جوق آرہے تھے اور کتابیں خرید رہے تھے۔ ایک طرف چائے ناشتے کی دکانیں بھی لگی تھیں۔ کتابیں خریدنے کے بعد لوگ چائے ناشتے کا بھی مزہ لے رہے تھے۔ اس کتاب میلے میں شہر کے اسکولوں کے بچوں نے طرح طرح کے ثقافتی

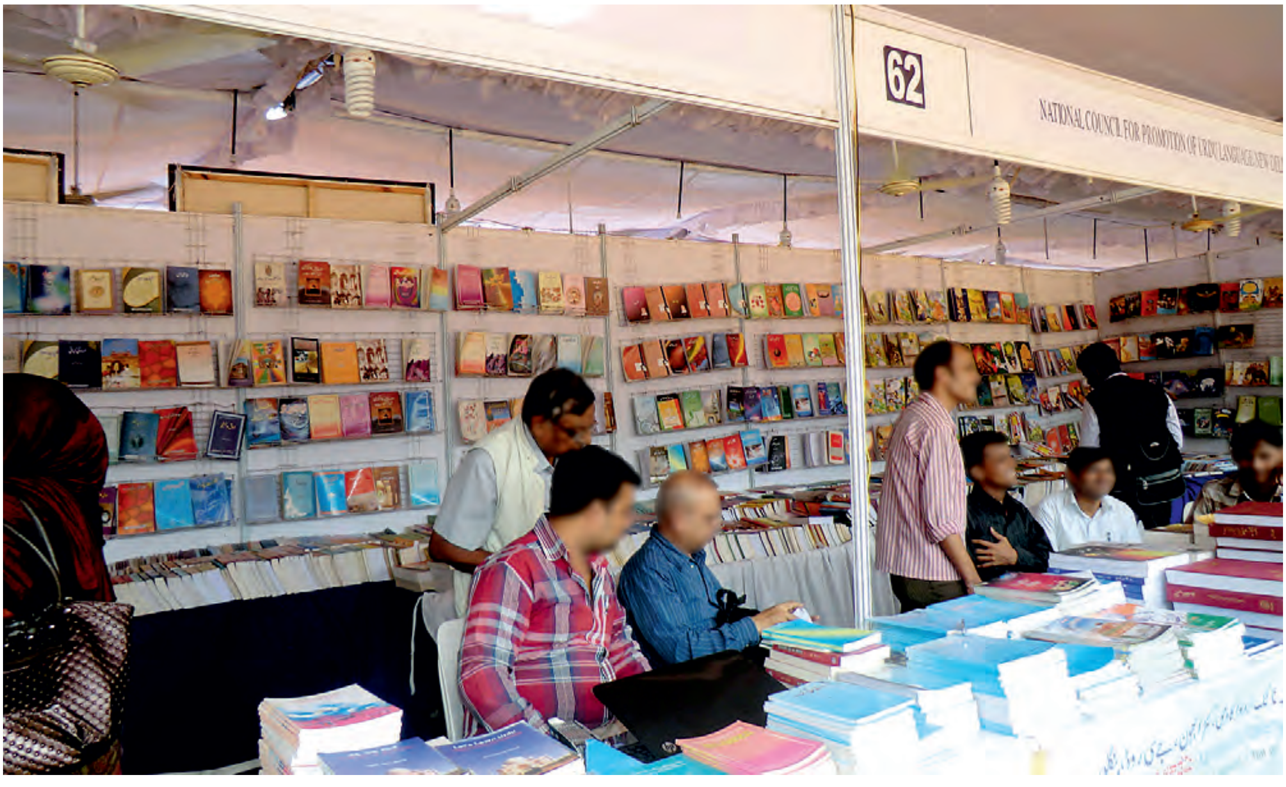

پروگرام پیش کیے۔ ایک طرف نظم خوانی کا مقابلہ ہو رہا تھا تو دوسری طرف بچے ڈراما پیش کر رہے تھے۔ پہلے دِن شہر میں اسکول کے بچوں کا جلوس نکالا گیا۔ اس جلوس میں اُردو زبان کے بڑے شاعر اور ادیب بھی شامل تھے۔ بس سمجھ لو پورے شہر میں جشن کا سا ماحول تھا۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ اس میلے میں عورتوں اور بچوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ کتابوں کی ہر دکان پر بچوں کی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا۔ بچوں نے کہانیوں اور نظموں کی کتابیں خوب خریدیں۔ میلے کی تفصیلات تو بہت ہیں جن کی خبریں اور تصویریں ملک بھر کے اخباروں میں شائع ہوئیں۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لو کہ شہر مالیگاؤں کا یہ کتاب میلہ ایک مثالی میلہ تھا جس کی پورے ملک میں تعریف کی گئی۔

ایک اندازے کے مطابق اس میلے میں پچھلے تمام میلوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ کتابیں فروخت ہوئیں۔ میں نے بھی کہانیوں کی چند کتابیں خریدیں۔ تعلیمی سی ڈی بھی خریدیں جن سے مختلف مضامین کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تمھیں کتابوں کے علاوہ پکوان کا بھی شوق ہے نا.... میں نے تمھارے لیے بھی پکوان کی ایک کتاب خریدی ہے۔ گرمی کی چھٹیوں میں جب تم یہاں آ ؤ گی تو ہم دونوں مل کر خوب کتابیں پڑھیں گے۔ پکوان کی کتاب سے دیکھ دیکھ کر ہم اچھے اچھے پکوان بھی پکائیں گے۔ بڑا مزہ آئے گا۔ فی الحال اتنا ہی۔

ماموں جان اور ممانی جان کو سلام۔ تمھیں ڈھیر سارا پیار۔

تمھاری پیاری بہن اور سہیلی

نیلوفر

(ادارہ)

مصروف ہونا - کام میں لگنا

کتب فروش - کتابیں بیچنے والا

دستیاب ہونا - موجود ہونا، ملنا، پایا جانا

ثقافتی پروگرام - تہذیبی پروگرام

جشن - خوشی، خوشی کا دن، خوشی کا جلسہ

ذخیرہ - ڈھیر

تفصیلات - تفصیل کی جمع، کسی بات کو کھول کر بیان کرنا

مثالی - نمونہ کا، جس کی مثال دی جائے

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ یہ خط کس نے کس کو لکھا؟

۲۔ کتاب میلہ کس شہر میں لگا تھا؟

۳۔ کن کن لوگوں نے کتابیں خریدیں؟

۴۔ جلوس میں کون کون شامل تھے؟

۵۔ میلے میں کس قسم کی کتابیں دستیاب تھیں؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ نیلوفر کو جواب دینے میں دیر کیوں ہوئی؟

۲۔ شہر کے بچّوں نے کتاب میلے میں کس طرح حصّہ لیا؟

۳۔ مالیگاؤں کتاب میلے کو 'مثالی میلہ' کیوں کہا گیا ہے؟

سرگرمی :

آپ کسی کتاب میلے میں گئے ہوں گے۔ دس جملوں میں اُس کی تفصیل لکھیے۔

اپنے اسکول یا شہر کی لائبریری میں جا کر دس کتابوں کے نام لکھ کر لائیے۔

۲۲

ہمدردی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا

کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اُڑنے چُگنے میں دن گزارا

پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

سن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

”حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا

کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری
میں راہ میں روشنی کروں گا

اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دِیا بنایا“

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھّے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

(علّامہ اقبالؔ)

شجر - درخت

تنہا - اکیلا

آہ وزاری - رونا دھونا

رات سر پر آنا - رات کا وقت قریب آنا

آشیاں - گھر، گھونسلا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ درخت کی ٹہنی پر کون بیٹھا تھا؟

۲۔ بلبل کیوں اُداس تھا؟

۳۔ بلبل نے دن کیسے گزارا تھا؟

۴۔ بلبل کو کس بات کی فکر تھی؟

۵۔ بلبل کی بات کا جواب کس نے دیا؟

۶۔ جگنو بلبل کی مدد کیسے کرنا چاہتا تھا؟

۷۔ اللہ نے جگنو کو کون سی نعمت دی ہے؟

۸۔ دنیا میں کون سے لوگ اچھے ہیں؟

شعر مکمل کیجیے :

۱۔ پہنچوں کس طرح آشیاں تک ....

۲۔ کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری ....

۳۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھّے ....

سرگرمی :

- اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔
- اس نظم کے واقعے کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

۲۳

سچّائی کا انعام

3QRBXG

ایک بادشاہ تھا۔ اُسے شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک دِن اُس نے کچھ شاعروں کو بلایا اور اُنھیں اپنے درباریوں میں شامل کرلیا۔ ان کی تنخواہیں بھی مقرر کردیں۔ کچھ ہی دنوں میں بادشاہ نے دیکھا کہ سبھی شاعر آپس میں لڑتے ہیں، ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیچا دِکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جب دربار میں آتے ہیں تو خوشامدی بن جاتے ہیں اور اِنعام پانے کے لیے بادشاہ کی تعریف کرتے ہیں۔

ان شاعروں میں ایک شاعر ایسا بھی تھا جو بادشاہ کے بلائے بغیر دربار میں نہیں جاتا تھا۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشامد کرتا اور نہ اُس کی تعریف میں شعر پڑھتا۔ اس کا نام فیروز تھا۔ ایک دِن بادشاہ نے دربار میں اعلان کیا کہ جو میری سچی تعریف کرے گا، اُسے ایک ہیرا انعام میں دیا جائے گا۔ یہ سن کر سب شاعروں نے تیاریاں شروع کردیں۔ خوب اچھے اچھے شعر کہے۔ ہر ایک یہ سوچ کر خوش تھا کہ ہیرا مجھے ہی اِنعام میں ملے گا۔

ایک خاص دن بادشاہ نے سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور کہا، ''میری تعریف میں جس نے جو کچھ لکھا ہے، سنائیے۔'' ایک شاعر اُٹھا اور آگے بڑھ کر اُس نے اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بڑی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا اِنعام میں دیا۔ ہیرا پاکر اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے

اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے بھی ایک ہیرا اِنعام میں دیا۔ وہ بھی خوش ہوکر سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اس طرح سارے شاعروں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں اور اِنعام میں ہیرا پاکر باغ باغ ہو گئے۔

فیروز اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اُس نے کچھ نہیں سنایا۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا، ''تم نے کیا لکھا ہے؟ سناؤ۔'' فیروز نے کہا، ''اگر بادشاہ سلامت میری جان بخش دیں تو سناؤں۔'' بادشاہ نے فوراً کہا، ''جاؤ، تمھاری جان بخش دی، اب سناؤ۔'' فیروز نے کہا، ''اے بادشاہ! آپ عالم اور عقل مند ہیں، شاعروں کی عزّت کرتے ہیں لیکن گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔'' اس طرح اُس نے اپنی نظم میں بادشاہ کی بہت سی کمزوریاں گنا دیں۔ درباریوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے سوچا کہ بس اب فیروز کی خیر نہیں، یہ ضرور مارا جائے گا۔ مگر درباریوں کو اُس وقت اور حیرت ہوئی جب نظم سننے کے بعد بادشاہ نے فیروز کو بھی ایک ہیرا اِنعام میں دِیا۔

دربار ختم ہوتے ہی سبھی شاعر ہیرے کی قیمت معلوم کرنے کے لیے خوشی خوشی جوہری کے پاس گئے۔ وہ فیروز کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ جوہری نے ہیروں کو دیکھ کر بتایا کہ سب کے ہیرے نقلی ہیں، صرف فیروز کا ہیرا اصلی ہے۔ دوسرے دن بادشاہ نے پھر سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور پوچھا، ''اِنعام پاکر کون خوش ہے اور کون رنجیدہ؟'' شاعروں نے شکایت کی کہ فیروز کے ہیرے کے سوا سارے ہیرے نقلی ہیں۔ بادشاہ نے مسکرا کر جواب دیا، ''اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ جس نے جھوٹی تعریف کی، اُسے جھوٹا ہیرا ملا اور جس نے سچّی بات کہی اُسے سچا ہیرا ملا۔'' بادشاہ کا جواب سن کر سارے شاعر شرمندہ ہو گئے۔

(ماخوذ)

مقرّر کرنا – طے کرنا

حسد	-	جلن
خوشامدی	-	چاپلوس، ایسا شخص جو کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی جھوٹی تعریف یا بڑائی بیان کرے
باغ باغ ہونا	-	بہت خوش ہونا
عالِم	-	جاننے والا، بہت پڑھا لکھا
اِصطبل	-	گھوڑوں کے باندھنے اور رہنے کی جگہ
جوہری	-	جواہرات کی پرکھ اور کاروبار کرنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ بادشاہ کو کس چیز سے دلچسپی تھی؟

۲۔ شاعر بادشاہ کی تعریف کس لیے کرتے تھے؟

۳۔ بادشاہ نے دربار میں کیا اعلان کیا؟

۴۔ بادشاہ فیروز سے کیوں ناراض ہوا؟

۵۔ بادشاہ نے فیروز کو سچا ہیرا کیوں دیا؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

(تعریف ، درباریوں ، شاعروں ، تعجب ، مسکرا ، جوہری ، ہیرے)

۱۔ ایک دن بادشاہ نے کچھ شاعروں کو بلایا اور انھیں اپنے .... میں شامل کرلیا۔

۲۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشامد کرتا اور نہ اس کی .... میں شعر پڑھتا۔

۳۔ یہ سن کر سب .... نے تیاریاں شروع کردیں۔

۴۔ سبھی شاعر .... کی قیمت معلوم کرنے کے لیے خوشی خوشی .... کے پاس گئے۔

۵۔ بادشاہ نے .... کر جواب دیا، ''اس میں .... کی کیا بات ہے؟''

اُستاد کی مدد سے اِن لفظوں کے واحد لکھیے :

اَشعار شعراء علماء اِنعامات جوابات

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ بادشاہ کے دربار میں سب شاعر محبت سے رہتے تھے۔

۲۔ فیروز بھی بادشاہ کی خوشامد کرتا تھا۔

۳۔ بادشاہ نے خوش ہو کر سبھی کو ایک ایک ہیرا دیا۔

۴۔ ہیرا لے کر سبھی اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

ذیل کے لفظوں کی ضد لکھیے :

شروع　　نیچا　　بعد　　سچا　　جواب　　عالم　　عقل مند　　ناراض

اِن جملوں کو درست کر کے لکھیے :

ا۔ بادشاہ کو شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھیں۔

۲۔ اس کی نام فیروز تھا۔

۳۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا انعام دیے۔

۴۔ یہ سن کے سب شاعروں نے تیاریاں شروع کر دیا۔

۵۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے اپنی نظم سنایا۔

غور کیجیے : فیروز نے بادشاہ سے کہا کہ وہ گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔ اس بات سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔

آ ئیے زبان سیکھیں !

جمع تعظیمی :

والدین، اساتذہ اور دوسرے بزرگوں سے خطاب کرتے وقت ان کے ادب کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے والد صاحب سے یہ پوچھنے کی بجائے

”تم کہاں جا رہے ہو؟“

یہ پوچھا جاتا ہے کہ ”آپ کہاں جا رہے ہیں؟“

اسی طرح

’دادا جان حج کے لیے جا رہے ہیں۔‘

’دادی امّاں مسکرا کر بولیں۔‘

اوپر کے جملوں میں ’آپ‘ / ’جا رہے ہیں / بولیں‘ **جمع تعظیمی** کی مثالیں ہیں۔

کہانی ’کتنے پیالے پانی‘ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

ا۔ دادا جان مٹھائی لے کر ....

۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب آفس میں ....

۳۔ آپ ہی اس سوال کا جواب ....

۲۴

بے چارہ جن

کسی گاؤں میں ایک کسان اور اس کی بیوی اپنی کُٹیا میں رہتے تھے۔ کُٹیا کے قریب ہی ان کا کھیت تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ دونوں مل جل کر ہل جوتتے، بیج بوتے اور فصل اُگاتے تھے۔

ایک دِن کسان کھیت کے ایک کونے میں پودا لگانے کے لیے گڑھا کھود رہا تھا کہ اچانک ٹھن کی آواز آئی۔ اُس کی کدال کسی سخت چیز سے ٹکرا گئی تھی۔ اُس کی بیوی نے جلدی جلدی کھدی ہوئی مٹّی کو نکالنا شروع کیا۔ مٹّی ہٹانے کے بعد اُنھیں وہاں کوئی چیز چمکتی دِکھائی دی۔ کسان نے دو چار کدالیں چلا کر مٹّی کو اور ڈھیلا کیا۔ اب جو مٹّی ہٹائی گئی تو اُنھیں وہاں پیتل کا ایک گھڑا دِکھائی دیا۔ گھڑے کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ کسی خیال سے کسان کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ اس نے بیوی سے کہا، ''کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟''

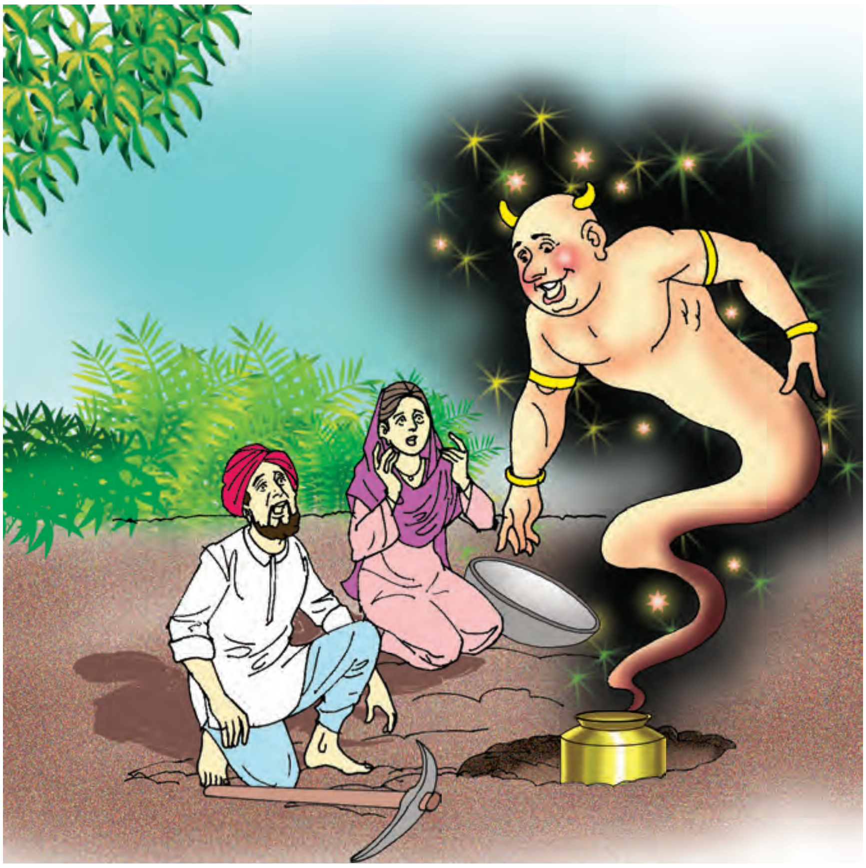

''خزانہ ؟ ..... کیسا خزانہ؟''

بیوی حیران تھی۔

کسان نے بڑی احتیاط سے گھڑے کو باہر نکالا اور اُس کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا۔ گھڑے کا منہ کھلتے ہی سُوں سُوں کی تیز آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی اس میں سے گاڑھا گاڑھا دھواں نکل کر اوُپر اُٹھنے لگا۔ پھر اس دھوئیں میں ایک شکل دِکھائی دی۔ اب جو اُنھوں نے دیکھا تو اُن کے سامنے ایک لمبا تڑنگا جن سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ ڈر کے مارے دونوں کا برا حال ہو گیا۔

''ڈرو نہیں آقا! میں ایک جن ہوں۔'' یہ سن کر دونوں تھر تھر کانپنے لگے۔

''آقا! میں اس گھڑے میں قید تھا۔'' جن بولا، ''تم نے مجھے آزاد کیا اس لیے اب میں تمھارا غلام ہوں۔ جو مانگنا

چاہو، مانگو۔‘‘

اب کسان کی ہمت بندھی۔ کچھ بولنے کے لیے اُس نے منہ کھولا ہی تھا کہ جن بول پڑا، ’’ہاں، مگر ایک شرط ہے۔ تم لگاتار مجھ سے کام لیتے رہوگے۔ اگر تم نے حکم دینے میں دیر کی تو میں اپنا دیا ہوا سب کچھ واپس لے لوں گا۔‘‘

کسان کی بیوی نے فوراً کہا، ’’جن بھائی! ہم زندگی بھر اس ٹوٹی پھوٹی کُٹیا میں رہتے آئے ہیں۔ اب ہمیں ایک اچھا سا مکان بنا دو۔‘‘

جن نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہا، ’’ابھی لیجیے، یہ کون سا مشکل ہے۔‘‘

دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی کٹیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔

’’دؤسرا حکم آقا!‘‘

بیوی بولی، ’’ارے اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟‘‘

’’اوہ!‘‘ جن نے ہوا میں ہاتھ لہرایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ لمحہ بھر بعد وہ پھر حاضر ہوا۔ اب اُس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے صندؤق تھے۔

وہ بولا، ’’یہ لیجیے آقا! اِن صندؤقوں میں اچھے اچّھے کپڑے ہیں۔‘‘

’’شکریہ جن بھائی۔ بہت بہت شکریہ۔‘‘ کسان کی بیوی بولی۔

جن بولا، ’’نہیں.... شکریے سے کام نہیں چلے گا۔ دؤسرے کام کا حکم دیجیے۔‘‘

کسان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کام دیا جائے۔ وہ بولا ’’اچھا بھیا، میرا کھیت جوت دو اور فصل اُگاؤ۔‘‘

کسان نے سوچا کہ اس کام میں تو اُسے کافی وقت لگے گا تب تک وہ کوئی دؤسرا کام سوچ لے گا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ جن نے پلک جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے کھیت میں فصل لہلہانے لگی۔ جن سینے پر ہاتھ باندھے سر کو جھکائے اُس سے کہہ رہا تھا، ’’اور کوئی حکم آقا!‘‘

اب تو کسان پریشان ہو گیا۔ اُس نے دل میں سوچا، ’’یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟‘‘

کسان کی بیوی بڑی چالاک تھی۔ اُس نے کہا، ’’ہاں ایک چھوٹا سا کام اور ہے۔ تم کر دو تو بڑی مہربانی ہوگی۔‘‘

’’جو حکم!‘‘ جن نے کہا۔

دیکھو! اس درخت کے نیچے ہمارا کتّا سو رہا ہے۔ اُس کی دُم بالکل ٹیڑھی ہے۔ تم اُس کی دُم سیدھی کر دو۔‘‘

یہ سن کر جن خوب ہنسا، ''ارے یہ بھی کوئی کام ہے! لاؤ ابھی سیدھی کیے دیتا ہوں۔'' اُس نے لمحہ بھر میں کتے کی دُم سیدھی کر دی اور کہا، ''اگلا حکم!''

اس کے کہنے تک کتے کی دُم پھر ٹیڑھی ہو چکی تھی۔

بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا، ''ارے! ابھی کہاں سیدھی ہوئی ہے۔''

جن نے پھر دُم سیدھی کی۔ دُم پھر ٹیڑھی ہو گئی۔

جن بار بار کہتا رہا، ''حکم... اگلا حکم۔''

اور کسان کی بیوی کہتی رہی، ''بھیا! ابھی دُم کہاں سیدھی ہوئی ہے۔''

آخر جن پریشان ہو گیا۔ وہ تو اپنی ہی بات میں پھنس چکا تھا۔ اُسے کوئی نہ کوئی کام تو کرنا تھا۔ وہ دُم سیدھی کرتا رہا اور دُم ٹیڑھی ہوتی رہی۔

آج بھی وہ جن اپنے کام میں لگا ہے مگر دُم ہے کہ سیدھی نہیں ہوتی۔

(مشتاق رضا)

کٹیا	-	جھونپڑی
آنکھیں چمک اُٹھنا	-	اچانک کسی اچھے خیال کا آنا
قہقہہ لگانا	-	زور سے ہنسنا
پھٹے حال	-	بری حالت میں
اوجھل ہونا	-	غائب ہونا
پلک جھپکتے میں	-	فوراً

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ کھیت کے کونے میں کسان کیا کر رہا تھا؟

۲۔ مٹّی میں انھیں کیا نظر آیا؟

۳۔ گھڑے سے نکلنے والے دھوئیں میں کیا دِکھائی دیا؟

۴۔ کسان اور اس کی بیوی کیوں تھر تھر کانپنے لگے؟

۵۔ جن کس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا تھا؟

۶۔ کسان کے رہنے کے لیے جن نے کیا بنا دیا؟

۷۔ صندوقوں میں کیا تھا؟

۸۔ کتّے کی دُم کیسی تھی؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

۱۔ اس کی .... کسی سخت چیز سے ٹکرا گئی تھی۔ (کُدال ، کُلھاڑی)

۲۔ ان .... میں اچھّے اچھّے کپڑے ہیں۔ (بکسوں ، صندوقوں)

۳۔ جن نے .... جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ (آنکھ ، پلک)

۴۔ تم اس کی دُم .... کر دو۔ (ٹیڑھی ، سیدھی)

ذیل کے جملے کس نے کہے :

۱۔ ”کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟“

۲۔ ”آقا! میں اس گھڑے میں قید تھا۔“

۳۔ ”ارے! اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟“

۴۔ ”میرا کھیت جوت دو اور فصل اُگاؤ۔“

۵۔ ”یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟“

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ اس کا کھیت کُٹیا سے دور تھا۔

۲۔ انھیں مٹّی کا ایک گھڑا دِکھائی دیا۔

۳۔ ان کے سامنے لمبا تڑنگا شخص کھڑا تھا۔

۴۔ کٹیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔
۵۔ جن نے کتّے کی دم سیدھی کر دی۔

اُلٹ معنی والے الفاظ کی جوڑیاں بنائیے :

'الف'	'ب'
ہلکا	غائب
آقا	حیواں
گرمی	بھاری
آزاد	نقصان
انساں	غلام
حاضر	سردی
فائدہ	قید

آیئے زبان سیکھیں!

علاماتِ اوقاف :

(۱) **ختمہ**: جملہ پورا ہونے پر لگائی جانے والی نشانی کو **ختمہ** (۔) کہتے ہیں
مثلاً ڈر کے مارے دونوں کا بُرا حال ہو گیا۔

(۲) **سکتہ**: جملے میں تھوڑا ٹھہرنے کے لیے لگائی جانے والی نشانی کو **سکتہ** (،) کہتے ہیں
مثلاً اچھا بھیّا، میرا کھیت جوت دو۔

(۳) **سوالیہ نشان**: جس جملے میں کوئی سوال کیا جائے اس کے آخر میں **سوالیہ نشان** (؟) لگایا جاتا ہے
مثلاً کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟

(۴) **فجائیہ**: جس جملے میں کسی جذبے کا اظہار ہو یا کسی کو مخاطب کیا جائے، اس میں **فجائیہ نشان** (!) لگایا جاتا ہے مثلاً
(الف) ارے، یہ بھی کوئی کام ہے! (ب) بھیا! ابھی دُم کہاں سیدھی ہوئی ہے؟

(۵) **واوَین** : کسی شخص کی کہی ہوئی بات کو اسی کے لفظوں میں لکھیں تو پوری بات کے شروع اور آخر میں لگائے جانے والے نشان کو **واوَین** ("....") کہتے ہیں، مثلاً ''ابھی لیجیے، یہ کون سا مشکل ہے۔''

۲۵ سچن رمیش تینڈولکر

تاریخ پیدائش : ۲۴؍اپریل ۱۹۷۳ء
پہلا ٹیسٹ میچ : ۱۵؍نومبر ۱۹۸۹ء بمقابلہ پاکستان
پہلا یک روزہ میچ : ۸؍دسمبر ۱۹۸۹ء

یک روزہ میچوں میں ہاف سنچریاں : ۹۶

یک روزہ سنچریاں : ۴۹

یک روزہ میچوں میں رن : ۱۸۴۲۶

ٹسٹ سنچریاں : ۵۱

ٹسٹ رن ۱۵۹۲۱

آخری ٹسٹ میچ : ۱۴؍نومبر ۲۰۱۳ء
آخری یک روزہ بین الاقوامی میچ : ۱۸؍مارچ ۲۰۱۲ء بمقابلہ پاکستان

سچن تینڈولکر کو بھارت رتن اعزاز سے نوازا گیا۔
وہ بھارت رتن پانے والے سب سے کم عمر شخص ہیں۔

اعزازات

- ارجن ایوارڈ
- راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ
- پدم شری
- مہاراشٹر بھوشن
- پدم وِبھوشن
- بھارت رتن

سچن تینڈولکر کے کارنامے ایک نظر میں

- پہلا کرکٹ کھلاڑی جس نے یک روزہ بین الاقوامی میچ میں ڈبل سنچری بنائی۔
- سب سے زیادہ ٹسٹ میچ اور یک روزہ بین الاقوامی میچ کھیلے۔
- بین الاقوامی کرکٹ میں سو سنچریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پچاس سنچریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پندرہ ہزار رن بنانے والا پہلا بلّے باز۔
- عالمی سطح پر کرکٹ میں سب سے زیادہ عالمی ریکارڈ بنانے والا۔

میرا پسندیدہ کرکٹ کھلاڑی

سچن کی الوداعی تقریر

سچن نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے زندگی میں ان کا ساتھ دیا۔ ان میں سچن کے والدین، خاندان کے افراد، رشتے دار، دوست، ڈاکٹر، تربیت کار، مینیجرز، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے لوگ شامل ہیں۔

سچن! ہمیں تم پر ناز ہے

سچن کے والد پروفیسر رمیش تینڈولکر کا ۱۹۹۹ء میں انتقال ہوا۔ اس وقت ورلڈ کپ کے مقابلے جاری تھے۔ ایسے غم کے موقع پر سچن تھوڑی دیر کے لیے انگلستان سے بھارت آئے اور فوراً واپس چلے گئے۔ اس کے بعد کینیا سے میچ کے مقابلے میں انھوں نے سنچری بنائی۔ (۱۰۱ گیندوں میں ۱۴۰ رن بنا کر ناٹ آؤٹ رہے۔) سچن نے اس سنچری کو اپنے والد کے نام منسوب کیا۔

سچن نے الوداعی تقریر میں اپنے استاد رماکانت آچریکر کے متعلق کہا۔

پچھلے ۲۹ برسوں میں میرے استاد نے کبھی مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ”تم نے اچھا کھیلا۔“ کیونکہ وہ یہ سوچتے تھے کہ ان کی اس بات سے میں مطمئن ہوجاؤں گا اور محنت نہیں کروں گا لیکن اب وہ میرے کھیلوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں، ”بہت خوب“ کیونکہ اب میں کوئی میچ نہیں کھیلوں گا۔ البتہ میں کرکٹ دیکھتا رہوں گا کیونکہ کرکٹ ہمیشہ میرے دل میں بسا ہے۔ آپ کا بے حد مشکور ہوں آپ میری زندگی کا اٹوٹ حصہ رہے ہیں۔

سرگرمی: یہاں سچن تینڈولکر کی زندگی اور کھیل سے متعلق معلومات دی گئی ہے۔ آپ بھی اسی طرح اپنی پسندیدہ شخصیت کے تعلق سے معلومات جمع کیجیے۔

'بھارت رتن' - قومی اعزاز

'بھارت رتن' ہندوستان کا سب سے بڑا قومی اعزاز ہے۔ یہ اعزاز قومی خدمات کے لیے دیا جاتا ہے۔ ان قومی خدمات میں فن، ادب، سائنس، سماجی خدمات، کھیل وغیرہ شامل ہیں۔ بھارت کے پہلے صدرِ جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرساد نے ۲/ جنوری ۱۹۵۴ء کو اس اعزاز کے جاری کیے جانے کا اعلان کیا۔

ابتدا میں یہ سب سے بڑا قومی اعزاز انتقال کے بعد دینے کی روایت نہیں تھی لیکن ۱۹۵۵ء میں اس اعزاز کو انتقال کے بعد بھی دیے جانے کی تجویز منظور کی گئی۔ یہ قومی اعزاز ایک سال میں زیادہ سے زیادہ تین افراد کو دیا جاتا ہے۔ پہلا بھارت رتن اعزاز ۱۹۵۴ء میں ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کو دیا گیا تھا۔

بھارت رتن اعزاز پانے والے چند معزز اشخاص

نمبر شمار	نام	سنہ	شعبہ
۱۔	ڈاکٹر رادھا کرشنن	۱۹۵۴ء	فلسفی
۲۔	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۹۶۳ء	مجاہد آزادی، دانشور
۳۔	خان عبدالغفار خان	۱۹۸۷ء	سیاست داں، مجاہدِ آزادی
۴۔	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۹۹۲ء	مجاہدِ آزادی، سیاست داں (انتقال کے بعد)
۵۔	ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام	۱۹۹۷ء	سائنسداں
۶۔	لتا منگیشکر	۲۰۰۱ء	گلوکارہ
۷۔	سچن تینڈولکر	۲۰۱۴ء	کرکٹ کھلاڑی

(ادارہ)

इयत्ता १ ली ते ८ वी साठीची पाठ्यपुस्तक मंडळाची वैशिष्ट्यपूर्ण पुस्तके

- मुलांसाठीच्या संस्कार कथा
- बालगीते
- उपयुक्त असा मराठी भाषा शब्दार्थ संग्रह
- सर्वांच्या संग्रही असावी अशी पुस्तके
- स्फूर्तीगी
- गीतमंजुषा
- निवडक कवी, लेखक यांच्या कथांनी युक्त पुस्त

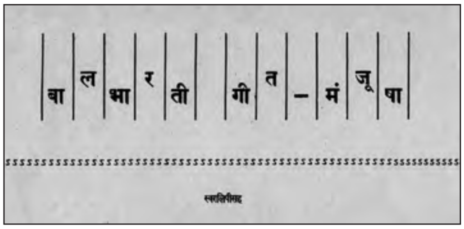

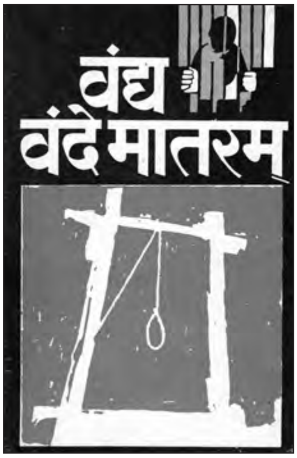

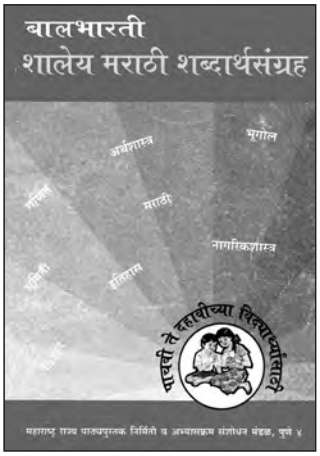

पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेतस्थळावर भेट द्या.

साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.

ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५९४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७१८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३९१५११, औरंगाबाद - ☎ २३३२१७१, नागपूर - ☎ २५४७७१६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

बालभारती इयत्ता ४ थी (उर्दू माध्यम)

₹ 39.00